رجسٹرڈ ایل نمبر ۱۱۷۹

لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

ھو الذی ارسل رسولہ بالھدیٰ و دین الحق لیظھرہ علی الدین کلہ

عسیٰ ان یبعثک ربک مقاماً محموداً

دُنیا کے مذاہب پر اعظم نظر اور اہل مذاہب کا تشحیذ الاذہان

(یعنی)

ریویو آف ریلیجنز

اردو رسالہ

ایڈیٹر۔ قاضی محمد ظہور الدین۔ اکمل

چندہ سالانہ ہندوستان میں تین روپے بیرون ہندوستان سے پانچ روپیہ سالانہ پیشگی

نصف فیس طلباء و غرباء سے صرف اڑھائی روپیہ

نمبر ۶ | جون ۱۹۲۸ء ٭ ذی الحجہ ۱۳۴۶ھ | جلد ۲۷

فہرست مضامین

کیا موجودہ بائبل الہامی ہے	۲۰۱ / ۲۰۵	ملک فضل حسین صاحب احمدی مہاجر
البیان الصریح در ردّ عمدۃ التنقیح (اہل بہاء کا جواب)	۲۰۶ / ۲۲۵	حافظ سلیم احمد صاحب اٹاوی
فضائل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم۔ پاکیزہ زندگی۔ احسانات۔ قربانی	۲۲۵ / ۲۳۲	ماخوذ
ایک سوال کا جواب	۲۳۳	سن رائز
طبّی باتیں	۲۳۴ / ۲۳۷	حکیم نظام الدین صاحب مجمل
ملفوظات البصر صحابہ کرام رضی	۲۳۷ / ۲۴۰	جامعہ

مطبع ضیاء الاسلام قادیان میں بھائی عبد الرحمٰن صاحب قادیانی پرنٹر و پبلشر نے چھاپکر دفتر قادیان سے شائع کیا

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ہماری دوا سل حقیقی کیواسطے ہے جس کی مختصر تعریف یہ ہے کہ پھیپھڑہ خواہ کسی وجہ سے زخم ہو کر لعاب خون تھوکا دے پیپ نکلنے لگے

مرض سل کا علاج

ناظرین کو تعجب ہوگا۔ کہ جس مہلک مرض کو عمر بھر لا دوا سمجھا۔ اور یونانی و ڈاکٹری تمام اطباء سے مایوس العلاج تھا۔ اس کے علاج کے کیا معنی؟ مگر حق تعالیٰ کا فضل کسی زمانہ اور کسی شخص کیلئے مخصوص نہیں۔ الحمد للہ کہ لاکھوں بیش قیمت جانوں کے تلف کرنیوالے مرض سل کا تیر بہدف تریاق ہمارے ہاتھ لگ گیا۔ اور تجربہ میں بھی آگیا۔ اگرچہ علاج کرتے ہوئے طبیعت ہماری بھی جھجکی اور خیال ہوا کہ سالہا سال کی دلوں میں بیٹھی ہوئی نا امیدی کے مقابلہ پر ہمارے اس قول کی کیا وقعت ہوگی کہ ہماری ایجاد کردہ ایک قرص اشفاء السل ہماری ہدایات کے موافق استعمال کرنے سے مسلول کو باذن اللہ صحت حاصل ہو جائیگی"۔ بلکہ خدا کی دی ہوئی بے بہا نعمت کو چھپا کر رکھنا شرافت اور مروت انسانی کے خلاف تھا۔ اسلئے بنظر مزید احتیاط ہم نے خاص اطباء پر بغرض تجربہ و امتحان یہ دوا مفت تقسیم کی اور منصفانہ رائے طلب کی۔ الحمد للہ کہ خاطر خواہ کامیابی ہوئی اور نتیجہ خیز آراء سے ہماری حوصلہ افزائی کی گئی۔ چنانچہ اسوقت ہم صرف شاہی طبیب جناب حکیم نورالدین صاحب امیر احمدی جماعت کی قلمی دستاویز (جو طبی حیثیت سے ہندوستان میں عموماً اور پنجاب میں خصوصاً ایک بیش قیمت اور نہایت وزنی رائے ہے) ہدیہ ناظرین کرتے ہیں۔ اور امید کرتے ہیں کہ مرض سل کے لادوا ہونے کا اعتقاد انشاء اللہ تعالیٰ بہت جلد لوگوں کے دلوں سے جاتا رہیگا۔ اور ہماری سریع التاثیر دوا جس کو ہم اکسیر کا خطاب دیں تو بیجا نہیں۔ آہستہ آہستہ تمام ملک کے اطباء کو اپنا مداح و گرویدہ بنالے گی۔ قیمت فی تولہ چار روپیہ

علاوہ سل کے تمام اندرونی زخموں میں باذن اللہ فوری اثر دکھلاتا ہے۔

رئیس الاطباء جناب حکیم نورالدین صاحب رئیس بھیرہ ضلع شاہپور کا ارشاد

السلام علیکم۔ آپ کی دوائی جو سل کیلئے آپ نے مجھے دو دفعہ تجربہ کے لئے بھیجی اسکو میں نے بہت ہی احتیاط کے ساتھ استعمال کیا ہے۔ میرے نزدیک یہ دوائی ایسے مسلولوں کو جن نزلہ کی شکایت نہ ہو بہت ہی مفید ہے۔ اللہ تعالیٰ اس میں اور بھی برکت بخشے اور لوگ اس موذی مرض سے آپ کی مفید دوائی سے نفع اٹھائیں۔

نورالدین ۲۳ دسمبر ۱۹۰۷ء قادیان

نوٹ۔ گلقند عسلی (شہد کا گلقند) اور روغن بادام دو چیزیں مریض سل کے لئے ضروری ہیں۔ اور یہ دونو اصلی اور قابل اطمینان ہر جگہ نہیں مل سکتیں۔ لہذا بغرض نفع مریضان سل میں مطلع کرتا ہوں۔ کہ یہ دونو میرے عطار خانہ میں نہایت معتبر موجود رہتی ہیں۔ جو فرمائش پر روانہ ہو سکتی ہیں۔ قیمت گلقند عسلی فی سیر تین روپیہ روغن بادام خانہ ساز فی تولہ ۶/ ہے۔

المشتہر

حافظ محمد یعقوب۔ گنگوہ۔ ضلع سہارنپور

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہٗ و نصلّی علیٰ رسولہ الکریم

کیا موجودہ بائیبل الہامی ہے؟

جس طرح مسلمان قرآن کریم کو الہامی اور منجانب اللہ سمجھتے ہیں۔ اسی طرح بائیبل کے متعلق عیسائیوں کا بھی یہی اعتقاد ہے۔ مگر چونکہ ان کا دعویٰ محتاج ثبوت ہے اس لئے بائیبل کے الہامی یا غیر الہامی ہونے کے متعلق ذیل میں چند ضروری سوال کیئے گئے ہیں۔ جن کا جواب دینا حاملان بائیبل پر فرض و واجب ہے:-

پہلا سوال } پُرانے عہد نامہ میں جسقدر کتابیں اور صحیفے پائے جاتے ہیں وہ سب کے سب خدا کا کلام اور الہامی ہیں یا بعض؟ اگر کہو سب کے سب۔ تو اس کا ثبوت درکار ہے۔ ہر ایک کے متعلق الگ الگ بتایا جائے۔ کہ وہ کب اور کن نبیوں پر نازل ہوئے اور ان نبیوں نے کہاں اور کس جگہ اس امر کا اقبال اور دعویٰ کیا ہے کہ فلاں فلاں صحیفہ ہم پر خدا کی طرف سے الہاماً نازل ہُوا؟

جواب میں اگر یہ کہا جائے کہ بائیبل کے تمام صحیفوں کے متعلق نہیں بتلایا جا سکتا کہ وہ فلاں فلاں مُلہم پر نازل ہوئے اور فلاں فلاں کتاب میں ان ملہموں نے ان کے نزول کا دعویٰ کیا ہے۔ تو پھر اس امر کا کیا ثبوت۔ کہ وہ سب کے سب الہامی اور خدا کا کلام ہیں؟

دوسرا سوال } اور اگر تھوڑی دیر کے لئے اس مطالبہ کو ہلکا کر کے یہ سوال کریں کہ فی الحال سب کے متعلق نہ سہی صرف قاضیوں۔ آستر۔ واعظ۔ ایوب۔ تواریخ۔ سلاطین وغیرہ کتابوں ہی سے ان کے الہامی ہونے کا دعویٰ انہی کے ملہموں کے الفاظ میں دکھا دیا جائے تو کیا ہمارے مسیحی بھائی ہمت کر کے اسے پورا کر دینگے؟

اگر وہ اس ہلکے سے مطالبہ کو پورا کر سکتے ہوں تو ضرور بتائیں کہ یہ کتابیں کن نبیوں پر نازل ہوئیں اور ان نبیوں نے کہاں اس کا دعویٰ کیا ہے؟

لیکن اگر حاملان بائیبل اس معمولی سے مطالبہ کو بھی پورا کرنے سے قاصر ہوں جیساکہ دو سکاٹ لینڈ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

دیاہے۔ جس کی بناء پر درمیانی عرصہ مابین حضرت مسیحؑ اور آنحضرت صلعم سات سو سال کچھ زائد بنتا ہے
جان ڈیون پورٹ صاحب لکھتے ہیں کہ:۔

"ابتدائے سنہ ۶ عیسوی تک سال ولادت خداوند یسوع معلوم نہ تھا کہ بعض تاریخی واقعات میں بکار آمد ہوتا یہاں تک کہ اکری کس دونیسی اس اونی نے سال عیسوی کو رواج دیا"

یہی صاحب دوسری جگہ لکھتے ہیں کہ:۔

"قسطنطین بادشاہ کے عہد میں یونیبی بیوس اور ٹرٹیلین کی معرفت مسیح کی پیدائش سنہ ابتدائے عالم سے ۳۹۹۹ سال قرار پائے"

اس حساب سے بھی آنحضرت صلعم اور حضرت مسیحؑ کا درمیانی زمانہ سات سو برس سے کچھ زائد بنتا ہے کیونکہ ابتدائے عالم سے آنحضرت صلعم تک ۴۷۴۰ سال ہوتے ہیں تو ۳۹۹۹ کو ۴۷۴۰ سے منہا کرنے پر ۷۴۱ سال بنتے ہیں۔ اسی طرح اگر موجودہ بائیبل کا حساب بھی لیا جائے تو پھر بھی درمیانی عرصہ دونوں نبیوں کا سات سو سال سے زیادہ ہوتا ہے۔

اسی طرح بحر المحیط لابی الحیان جلد ۳ صفحہ ۵۲۴ پر درمیانی زمانہ مابین مسیح ناصری و آنحضرت صلعم ایک قول کے مطابق سات سو سال ہے۔

اب اگر ترتیب وار ہم ۲۱ صدیوں سے اس مدّت کو نکالیں تو حضرت موسیٰؑ و عیسیٰؑ کی درمیانی مدّت نکل آئیگی۔

پہلے اور آخری حساب کی رُو سے سات سو ۲۱ سو سے نکالنے پر ۱۴۰۰ سال بنتے ہیں۔

دوسرے حساب سے بھی اگر ۷۴۱ کو ۲۱ سو سے نکالیں تو ۱۳۵۹ باقی رہتے ہیں۔

تیسرے حساب کی رُو سے ۷۳۶ کو نکالیں تو ۱۳۶۴ بچتے ہیں۔

ان حسابات سے ظاہر ہوتا ہے کہ مسیح ناصریؑ حضرت موسیٰؑ کے بعد چودھویں صدی میں ہوئے۔ بعض حسابات کے لحاظ سے ۱۳۰۳ سال بھی ہوتے ہیں۔

یہ اُسوقت ہے جب ہم تسلیم کرلیں کہ حضرت صاحبؑ نے واقعی "بائیسویں صدی" ہی لکھا ہے۔ ورنہ ہمارے نزدیک بیسویں صدی ہے جو سہو کاتب سے بگڑ کر بائیسویں صدی بنگیا ہے۔

بہائی۔ آپکے یہاں تو فرق ہی فرق ہے مشابہت تو کسی امر میں بھی نہیں۔ لیجئے یہ چودھویں صدی کی مشابہت بھی اُٹھ گئی۔

احمدی۔ مشابہت ثابت کرنے کیلئے پوری پوری مطابقت ضروری نہیں جیسا کہ اگر کسی آدمی کو

Digitized by Khilafat Library Rabwah

شیر کہیں تو یہ ضروری نہیں کہ شیر کی طرح دم سکے پنجے۔ کھال اور دم بھی ہو۔ اور آواز بھی شیر کی طرح رکھتا ہو۔ ایک چیز کو دوسری چیز کا مثیل ٹھیرانے کیلئے ایک حد تک مشابہت کافی ہوتی ہے۔ اس لئے اگر ہم عیسائیوں کا قول درست بھی مان لیں کہ حضرت مسیحؑ۔ حضرت موسیٰؑ کے بعد پندرھویں صدی میں ہوئے تب بھی کوئی حرج نہیں۔ کیونکہ چودھویں اور پندرھویں صدی باہم ملحق ہیں۔ اور اسقدر فرق زمانے کا مشابہت میں خلل انداز نہیں۔ کیونکہ مشابہت کا لفظ ایک قلیل فرق کو چاہتا ہے۔ بعض دفعہ ایک صدی کا سرا دوسری صدی کے آخر پر بھی بولا جاتا ہے۔ اور یہ محاورہ ہر ایک قوم کا ہے کہ مثلاً وہ کسی صدی کے آخری حصّہ کو جبپر صدی ختم ہونے کے حکم میں ہے دوسری صدی پر جو اسکے بعد شروع ہونے والی ہے اطلاق کر دیتے ہیں مثلاً کہدیتے ہیں کہ فلاں مجدّد بارھویں صدی کے سر پر ظاہر ہؤا تھا۔ گو وہ گیارھویں صدی کے آخر پر ظاہر ہؤا ہو۔ یعنی گیارھویں صدی کے آخری چند سال رہتے تھے اُس نے ظہور کیا ہو۔ اسلئے ہوسکتا ہے کہ حضرت مسیحؑ نے چودھویں صدی کے آخر میں جبکہ چند سال ختم ہونے میں باقی ظہور کیا ہو۔ اور لوگوں نے خیال کرلیا ہو کہ آپ پندرھویں صدی میں ظاہر ہوئے ہو۔ اسلئے چودھویں صدی کی مشابہت باقی رہی؛

مہدی کا ظہور صدی کے سر پر ہوگا

بہائی۔ جب چودھویں صدی کا یقین اُٹھ گیا تو اب سرا آپکے کس کام کا۔ دوسرے یہ کہ مہدی اور مسیح اس قید سے باہر ہیں۔ اور وہ اُس سلک میں نہیں ہیں جس میں اور مجدّدین ہوئے۔ کیونکہ اُن کی نوع اعلیٰ وارفع ہے۔ اس لئے وہ اُن حدود اور قیود سے آزاد ہیں جو ایک مجدّد کیلئے لازم ہیں۔

احمدی۔ نہ چودھویں صدی کا یقین اُٹھا اور نہ اُسکا سرا۔ آپکی کج فہمی ہے جو ایسا سمجھتے ہیں۔ سُنئے!
نواب صدیق حسن خاں مرحوم لکھتے ہیں:۔

(۱) "نیز وارد شدہ کہ ظہور مہدی ہم بر سرِ مائۃ باشد" یعنی حدیث میں وارد ہؤا ہے کہ مہدی کا ظہور صدی کے سر پر ہوگا۔

(۲) حضرت مجدّد الف ثانی فرماتے ہیں:۔ "قدوم او علیہ الرضوان بر سرِ مائۃ خواہد بود" کہ امام مہدی علیہ السّلام کا ظہور صدی کے سر پر ہوگا۔ (دیکھو حجج الکرامہ صفحہ ۳۹۴)

(۳) "اخبار نیز دریں باب وارد است و موید اوست بودنِ مہدی مجدّد دین۔ و سُنّت اللہ براں جاری شدہ کہ ہر مجدّد دین بر سرِ صد بیروں آید۔ پس ظہور مہدی ہم بر سرِ مائۃ مے باید نہ در وسط مائۃ و پایان او" یعنی احادیث اس باب میں بہت آئی ہیں کہ مہدی صدی کے سر پر ظہور فرمائینگے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اور عقلی دلیل اسپر یہ ہے کہ وہ مجدد ہیں۔ اور اُن کا مجدد ہونا اس امر کا مؤید ہے کہ وہ صدی کے سر پر ظاہر ہوں۔ کیونکہ سنت اللہ اسی طرح جاری ہے کہ ہر مجدد صدی کے سر پر ظاہر ہوتا ہے۔ اس لئے مہدی کا ظہور بھی صدی کے سر پر ہونا چاہیئے نہ کہ صدی کے درمیان یا اُسکے آخر میں۔

پس جب مہدی مجدد دین ہیں اور اسلام کی تائید و تجدید کیلئے آئینگے جیسا کہ آپکی کتاب الفرائد کے صفحہ ۱۰ پر لکھا ہے۔ "یقیم الدین وینفخ الروح فی الاسلام الخ" کہ مہدی دین اسلام کو قائم و مضبوط کریں گے۔ اور اُس میں تازہ روح پھونکیں گے۔ تو پھر وہ اُن قیود سے کیونکر آزاد ہو سکتے ہیں جو ایک مجدد کے لئے لازم ہیں۔

دبی زبان سے جب آپکو بھی اقرار ہے کہ وہ مجدد بھی ہیں چنانچہ آپ لکھتے ہیں:۔

"یوں گو وہ مجدد بھی ہیں مومن بھی ہیں مسلمان بھی ہیں" پس جب وہ مومن اور مسلمان بھی ہیں تو کیا اب آپ یہ بھی کہیں گے۔ کہ وہ اُن حدود اور قیود سے آزاد ہیں جو ایک مومن مسلمان کے لئے لازم ہیں۔ چلو چھٹی ہوئی نہ نماز کی ضرورت ہے نہ روزے کی۔ اندیشہ ہے کل کلاں کو آپ یہ بھی نہ کہدیں کہ وہ انسان نہیں۔ کیونکہ وہ اُس سلک میں نہیں ہیں جس میں اور انسان ہوئے ہیں کیونکہ اُن کی نوع اعلیٰ و ارفع ہے۔ وہ قائم امر اللہ ہیں۔

بہائی۔ علمائے اسلام و اہل سنت نے بذریعہ کشف یا قیاس جو اُن کے لئے سنہ مقرر کئے ہیں۔ اُن سے بھی سر صدی پر ہونا ظاہر نہیں ہوتا۔ مثلاً حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کے ۱۲۶۸ھ کتاب دانیال کے ۱۲۶۰ھ۔ کتاب ابکارا کے ۱۸۴۴ء برائے مہدی۔

احمدی۔ حضرت شاہ صاحب دہلوی کے کشف کے متعلق نواب صدیق حسن خان صاحب لکھتے ہیں:۔

"ایں (۱۲۶۸) تاریخ ولادت او گفتہ است نہ تاریخ خروج" حج الکرامہ ص ۳۹۴ کہ ۱۲۶۸ھ تاریخ پیدائش کی طرف اشارہ ہے نہ کہ تاریخ ظہور کی طرف۔

اسی طرح کتاب دانیال کے ۱۲۶۰ھ اور کتاب ابکارا کے ۱۸۴۴ء میں بھی مہدی کے زمانہ ولادت اور طفولیت کی طرف اشارہ ہے۔ چنانچہ ہمارے حضرت اقدس ؑ کی پیدائش انہی ایام کے قریب ہوئی ہے۔ (دیکھو سیرۃ المہدی)

بہائی۔ آپ صاحبان تو مرزا صاحب کے اثبات کے لئے منہاج نبوۃ پیش کیا کرتے ہیں نہ کہ منہاج مجددیت۔ پس منہاج نبوت سے سر صدی کا یقین لازم نہیں آتا۔

احمدی۔ ہم لوگ حضرت صاحب کے اثبات کے لئے جس طرح منہاج نبوۃ پیش کرتے ہیں اُسی طرح منہاج مجددیت

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بھی پیش کرتے ہیں۔ کیونکہ ہر نبی مجدّد بھی ہوتا ہے۔ لیکن یہ ضروری نہیں کہ ہر مجدّد بھی نبی ہو۔ چونکہ ہمارے حضرت اقدس علیہ السّلام دونو شانوں کے جامع ہیں اس لئے ہم بھی آپکی صداقت ثابت کرنیکے لئے دونو قسم کے منہاج پیش کرتے ہیں۔

دوسرے یہ کہ یامر قدیم سے سُنّت اللہ میں داخل ہے کہ عظیم الشان مصلح صدی کے سر پر اور عین ضرورت کے وقت میں آیا کرتے ہیں جیسا کہ ہمارے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم بھی حضرت مسیحؑ کے بعد ساتویں صدی کے عین سر پر یعنی سنہ ۶۰۹ء میں جبکہ تمام دنیا تاریکی میں پڑی ہوئی تھی ظاہر ہوئے۔ حضرت مسیحؑ بھی بقول تمہارے صدی کے سر پر مبعوث ہوئے جیسا کہ تم نے لکھا ہے کہ "بعثت موسیٰ سے بعثت مسیح سنہ ۱۵۲۱ سال میں ہوئی" عمدۃ التنقیح صفحہ ۳۶۔ اکیسواں سال صدی کا سرا ہے۔ حضرت ابراہیمؑ بھی بقول تمہارے عین صدی کے سر پر ظاہر ہوئے جیسا کہ عمدۃ التنقیح کے صفحہ ۳۷ پر لکھا ہے کہ:۔ "پیدائش مسیح سے ۱۹۱۷ سال قبل بعثت ابراہیم علیہ السّلام ہوئی"۔ گویا عین بیسویں صدی کے سر پر حضرت ابراہیمؑ ظاہر ہوئے۔

پس اب منہاج نبوّت سے بھی سرِ صدی کا یقین لازم آیا۔ آپکے "حضرت بہاء اللہ" بھی اس کی تائید کرتے ہیں چنانچہ لکھتے ہیں کہ کتب الٰہیہ

"در رأس ہزار سنہ او از یدو اقل تجدید شود" (ایقان صفحہ ۱۹۸) کہ ہر ہزار سال کی صدی کے سر پر کتاب و شریعت کی تجدید ہوتی ہے۔

یعنی ہر ہزار سال کی صدی کے سر پر صاحب شریعت نبی کا ظہور ہوتا ہے اس لحاظ سے گویا تمام اولوالعزم انبیاءؑ صدی کے سر پر ظاہر ہوئے ہیں۔ کیونکہ بہاء اللہ صاحب کے الفاظ "در رأس ہزار سنہ" میں "رأس" کا لفظ اسی پر دلالت کرتا ہے کہ انبیاءؑ کا ظہور صدی کے سر پر ہوتا ہے۔

اس لئے جبکہ تمام عظیم الشان انبیاء علیہم السّلام صدی کے سر پر مبعوث ہوئے ہیں تو مسیح موعودؑ اور مہدی معہودؑ کو بھی صدی کے سر پر ظاہر ہونا چاہیئے۔ کیونکہ انکے متعلق تمام الہامی کتب میں پیشگوئیاں ہیں جن سے اُن کا عظیم المرتبت اور جلیل الشان ہونا ظاہر ہوتا ہے۔ نواب صدیق حسن خان صاحب بھی یہی لکھتے ہیں کہ مہدیؑ صدی کے سر پر ظاہر ہونگے۔ چنانچہ فرماتے ہیں:۔

"بخاطر میرسد کہ شاید بر سرِ صد چہاردہم ظہور وے اتفاق افتد۔ مہدی مجدّد دین است و آنکہ دربارۂ مجدّد دین آمدہ کہ اِنَّ اللّٰہ یبعث علیٰ رأس کل مائۃ سنۃ الخ" (حجج الکرامہ صفحہ ۳۹۴)

یعنی میرے دل میں ڈالا گیا ہے کہ مہدی کا ظہور چودھویں صدی کے سر پر ہوگا کیونکہ مہدی دین کا مجدّد

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ہے اور مجدّد دین کے لئے حدیث میں آیا ہے کہ اللہ تعالیٰ صدی کے سر پر اُن کو مبعوث کیا کریگا۔

موعود کا چھٹے ہزار میں پیدا ہونا ضروری ہے

احمدی کا بیان۔ کہ الف ششم میں موعود کا ہونا پایا جاتا ہے چنانچہ اس امر کا اظہار بھی کتب حضرت اقدسؑ میں مدلل کیا گیا ہے ازالہ اوہام صفحہ ۱۸۹ پر یہ مضمون ہے کہ حضرت آدمؑ کی پیدائش کے حساب سے الف ششم کا آخری حصہ آگیا جو بموجب آیت :۔

ان یوما عند ربک کالف سنۃ مما تعدون } تحقیق ایک دن تمہارے پروردگار کے نزدیک تمہاری گنتی کے ایک ہزار برس کے برابر ہے۔

چھٹے دن کے قائم مقام ہے سو ضرور تھا کہ اس چھٹے دن میں آدم پیدا ہوتا جو اپنی روحانی پیدائش کی رُو سے مثیل مسیح ہے اس لئے خدا تعالیٰ نے اس عاجز کو مثیل مسیح اور آدم الف ششم کر کے بھیجا ہے۔

بہائی۔ محققین کے نزدیک آدم علیہ السلام کی پیدائش سے ۱۸۶۲ء تک چھ ہزار پورا ہوتا ہے ملاحظہ ہو کتاب لارڈس ریٹرن صفحہ ۲۳ میں تحریر ہے :۔

"ہماری سمجھ میں مسیح کے دنیا میں موجود ہونیکا وقت موسم خزاں ۱۸۴۷ء سے شروع ہو گیا ہے اور اسکے لئے قوی ثبوت موجود ہیں"

پس اس حساب سے مرزا صاحب کو تیرھویں صدی میں ہونا چاہیئے تھا نہ چودھویں میں۔

احمدی۔ الف ششم میں موعود کی پیدائش ضروری ہے نہ کہ ظہور اور بعثت۔ حضرت صاحبؑ کی مراد اس سے قطعاً یہ نہیں۔ کہ مسیح موعود چھٹے ہزار میں مامور ہو گا۔ جیسا کہ آپ فرماتے ہیں :۔

"خدا تعالیٰ نے میرے پر ظاہر فرمایا ہے کہ سورۃ العصر کے حروف حساب جمل کی رُو سے ابتدائے آدم سے لیکر آنحضرت صلعم تک جسقدر برس گذرے ہیں۔ اُنکی تعداد ظاہر کرتے ہیں۔ سو سورۂ ممدوحہ کی رُو سے جب اس زمانہ تک حساب لگایا جائے تو معلوم ہو گا کہ اب ساتواں ہزار لگ گیا ہے۔ اور اسی حساب کی رُو سے میری پیدائش چھٹے ہزار میں ہوئی" حقیقۃ الوحی صفحہ ۲۰۱

پھر فرماتے ہیں :۔

"میری ولادت چھٹے ہزار کے آخر میں تھی۔ اور چھٹے ہزار کے آخر میں مسیح موعودؑ کا پیدا

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ہونا۔ ابتداء سے ارادۂ الٰہی میں مقرر تھا۔" (حقیقۃ الوحی ملنا۲)

ان حوالوں سے ظاہر ہے کہ موعود الف ششم کے آخر میں پیدا ہوگا۔ اور ساتویں ہزار میں مامور ہوگا۔ چنانچہ اکثر صوفیاء کرام بھی اپنے مکاشفات کے ذریعہ سے اسی امر کی طرف گئے ہیں کہ موعود تیرھویں صدی یعنی ہزار ششم کے آخر میں پیدا ہوگا۔ جیسا کہ شاہ ولی اللہ صاحب دہلوی کا کشف "چراغ دین" جو موعود کی پیدائش کے بارے میں ہے صاف دلالت کرتا ہے کہ ظہور کا وقت ساتویں ہزار کا شروع ہو۔ اسی طرح اور بھی بہت سے اکابر اُمّت نے پیدائش موعود کے لئے ہزار ششم کا آخر قرار دیا ہے۔

پس اسی کے مطابق ہمارے حضرت کی پیدائش ہزار ششم کے آخر یعنی تیرھویں صدی میں ہوئی اور ساتویں ہزار کے شروع یعنی چودھویں صدی کے سر پر آپکا ظہور ہوا۔

بہائی۔ بعد المأتین سے مراد دو صدیاں ختم ہو کر تیسری صدی ہے۔ اور وہ ایک ہزار کے بعد تیرھویں صدی ہے۔ مرزا صاحب کے لئے یہ حدیث مفید نہیں کیونکہ اُن کا ظہور چودھویں صدی میں ہوا ہے۔ پس اگر یہ جائز ہے کہ بعد المأتین سے چودھویں صدی مراد لیجائے تو پندرھویں اور سولھویں صدی کیوں نہ مراد لیجائے۔ جو لفظ بعد المأتین کا فائدہ تھا وہی آپ اُٹھائے دیتے ہیں۔ تب تو استقبال کا طویل سلسلہ پڑا ہے۔ اور کہیں روک ٹوک نہیں۔

احمدی۔ اس حدیث کے یہ معنی ہیں کہ مہدی کی پیدائش جو آیات کبریٰ میں سے ہے تیرھویں صدی میں ہوگی اور چودھویں صدی میں اُس کا ظہور ہوگا۔ یہی معنی محققین علماء نے کئے ہیں اور اسی وجہ سے انہوں نے حکم لگایا ہے کہ مہدی کا تیرھویں صدی میں پیدا ہو جانا ضروری ہے تاکہ چودھویں صدی کے سر پر ظاہر ہو سکے جیسا کہ نواب صدیق حسن خاں صاحب نے لکھا ہے۔ دوسرے الآیات بعد المأتین کے کسی لفظ سے یہ مفہوم نہیں نکلتا کہ تیرھویں صدی میں مہدی دعویٰ کرینگے۔ بلکہ اس سے مراد صرف یہی ہے کہ تیرھویں صدی ہجری میں اُن کی پیدائش ہوگی اور معاً چودھویں صدی میں اُن کا ظہور ہوگا۔

تیسرے بعد المأتین کے الفاظ چودھویں صدی کو مانع نہیں۔ کیونکہ تیرھویں اور چودھویں صدی باہم ملحق ہیں اس لئے چودھویں صدی الآیات بعد المأتین کے اندر آجاتی ہے۔

اور جو آپ ضد کریں کہ نہیں تیرھویں صدی ہی مراد ہے۔ چودھویں نہیں ہو سکتی۔ تو آپ کے لئے پھر بھی مفید نہیں۔ کیونکہ علی محمد باب سے بہت پہلے یعنی تیرھویں صدی کے شروع میں جبکہ ابھی آپکے "حضرت باب" گہوارۂ طفلی میں پڑے ہوئے غوں غاں کر رہے تھے۔ حضرت سید احمد صاحب بریلوی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اصلاح و تجدید کا دعویٰ بھی کر چکے تھے۔ اور جنہوں نے کفار پنجاب سے جو شعار اسلامی کے ادا کرنے سے مسلمانوں کو روکتے تھے ۱۸ ماہ تک مطابق پیشگوئی جہاد بھی کیا۔ (دیکھو تاریخ احمدی) اور مسلمانوں کی حمایت و نصرت بھی بہت کی۔ شرک و بدعات۔ اور خلاف شرع رسومات کے مٹانے میں بھی خوب کوشش کی۔ پس لفظ بعد المأتین سے اُن کا ظہور کیوں نہ مراد لیا جائے۔ باب کی کیا خصوصیت ہے؟ پس اگر یہ جائز ہے کہ بعد المأتین سے تیرھویں صدی کا وسط اور آخر مراد لیا جائے۔ تو تیرھویں صدی کا عین شروع کیوں نہ مراد لیا جائے جو (بقول آپکے) لفظ بعد المأتین کا فائدہ ہے وہی آپ اُٹھائے دیتے ہیں تب تو ۱۲۹۹ تک استقبال کا طویل سلسلہ پڑا ہے اور کہیں روک ٹوک نہیں۔

بہائی۔ آپ فرماتے ہیں کہ آیات کبریٰ تیرھویں صدی میں ظہور پذیر ہونگی۔ تو جناب ظہور مہدی و مسیح بھی تو آیات کبریٰ ہی میں سے ہے اور علماء اہل سُنّت اُن کے ظہور کو آیات کبریٰ ہی میں سے گردانتے ہیں اور مطلب تو ظہور سے ہے نہ کہ پیدائش سے۔ پیدائش میں کوئی اہمیت نہیں ہے۔

احمدی۔ یہ بھی ایک ہی کہی کہ "پیدائش میں کوئی اہمیت نہیں" جناب والا۔ اگر پیدائش میں کوئی اہمیت نہیں تو اہل بہاء نے عبد البہاء کے پیدائش کے دن کو عید میلاد کیوں بنایا ہوا ہے۔ اور کیوں ہر سال پنجم جمادی الاولیٰ کو یہ عید مولود و مبعث منائی جاتی ہے۔ نیز باب و بہاء کی پیدائش کے دنوں کو جو یکم اور دوم محرم ہیں کیوں عید منا کر خوشی کا اظہار کیا جاتا ہے؟

سنہ عیسوی جو حضرت مسیحؑ کی پیدائش کا سن ہے۔ اور جو آجکل تمام دنیا میں رائج ہے۔ کیا یہ پیدائش کی اہمیت کو نہیں بتاتا؟ اور جناب والا جب پیدائش ہی نہ ہو تو ظہور کیوں کر ہوگا۔ ظہور تو موقوف ہے پیدائش پر۔ اگر باب و بہاء کی پیدائش نہ ہوتی تو آپ عیدین کس طرح مناتے؟

آپ فرماتے ہیں کہ علماء اہلسنّت ظہور مہدی کو آیات کبریٰ ہی میں سے گردانتے ہیں۔ لیکن نواب صدیق حسن خاں لکھتے ہیں "مراد از علامات کبریٰ قیامت است" (حجج الکرامہ صفحہ ۳۹۳)

اب کہیئے! کس کی مانیں؟

بہائی۔ مرزا صاحب کے اس لطیف استدلال سے بھی تیرھویں صدی ہی ثابت ہوتی ہے۔ قرآن تو اُٹھایا جائے ۱۲۷۴ھ میں اور کمال جہل شیوع پا جائے۔ اور کمال طغیان اس سنہ سے شروع ہو۔ اور مہدی ثریا پر سے کہیں چودھویں صدی میں آکر اُسے اُتاریں۔ تو آخر اس درمیانی زمانے میں لوگوں کے لئے کونسا دستور العمل ہے؟

احمدی۔ حضرت صاحب کی جس عبارت پر بہائی مفتی نے یہ خامہ فرسائی کی ہے وہ یہ ہے:۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

"حدیثوں میں یہ بات بوضاحت لکھی گئی ہے کہ مسیح موعودؑ دنیا میں اُس وقت آئیگا جب علمِ قرآن زمین پر سے اُٹھ جائیگا۔ اور جہل شیوع پا جائیگا۔ یہ وہی زمانہ ہے جسکی طرف ایک حدیث میں اشارہ ہے لو کان الایمان الخ یہ وہ زمانہ ہے جو اس عاجز پر کشفی طور پر ظاہر ہُوا۔ کہ کمال طغیان اس کا اس سنہ ہجری میں شروع ہوگا جو آیت اِنَّا علیٰ ذھاب بہ لقادرون میں بحساب جمل مخفی ہے یعنی ۱۲۷۴ھ"

اِس عبارت میں تو یہ ہے "جب علمِ قرآن زمین پر سے اُٹھ جائیگا" لیکن بہائی نے اپنا مدعا ثابت کرنے کیلئے علم کا لفظ حذف کر کے اعتراض جڑ دیا ہے کہ "قرآن تو اُٹھایا جائے ۱۲۷۴ھ میں" گویا آپ ثابت یہ کرنا چاہتے ہیں کہ معاذ اللہ قرآن شریف جو بقول "حضرت بہاءاللہ" "حجت باقیہ ہے تمام عالم کے لئے" (ایاب الحیات ص۱۴۳) کسی وقت منسوخ ہو جائیگا۔ جناب مُفتی صاحب ایں خیالست و محالست و جنون

قرآن شریف تو رہتی دنیا تک اسی طرح دائم و برقرار رہیگا۔ نہ ایک حرف کم ہوگا نہ زیادہ۔ ہاں علمِ قرآن بیشک دنیا سے اُٹھ جائیگا۔ اور مہدی علیہ السلام ثُریّا سے اُتار کر اسی علمِ قرآن کو دوبارہ لائینگے نہ کہ خود قرآن کو۔ اسلئے "اس درمیانی زمانے میں لوگوں کے لئے" قرآن شریف کے ہوتے کسی "دستور العمل" کی ضرورت نہیں۔

پھر جب تیرھویں صدی کے آخر میں جہل و بدعات کے مرض کا شیوع ہوگا تو معاً چودھویں صدی کے شروع میں طبیب کا بھی ظہور ہوگا کیونکہ جب تک مرض زور نہ پکڑے تب تک طبیب کی حاجت نہیں ہوتی۔

لہٰذا آیت اِنَّا علیٰ ذھاب بہ لقادرون سے ثابت ہوتا ہے کہ تیرھویں صدی کا آخر مرض جہالت و بدعات کے شیوع پانے کا زمانہ ہے۔ اور چودھویں کا شروع ان امراض کے علاج کا زمانہ۔

بہائی۔ شاہ صاحب محدّث دہلوی کے کشف سے بھی تیرھویں ہی صدی ثابت ہے چودھویں کا تو کہیں نام ہی نہیں آتا۔ شاہ صاحب کا کشف بالکل درست ہے۔ کیونکہ ۱۲۶۸ھ کا زمانہ حضرت باب کے عہد مہدویت میں داخل ہے۔

احمدی۔ شاہ صاحب کے کشف سے بھی ظہور مہدی کے لئے تیرھویں صدی ثابت نہیں ہوتی۔ کیونکہ نواب صدیق حسن خاں مرحوم لکھتے ہیں۔

"ایں تاریخ ولادت او گفتہ است نہ تاریخ خروج" (دیکھو حجج الکرامہ ص۳۹۴)۔ کہ اس ۱۲۶۸ھ سے مہدیؑ کے بچپن کا زمانہ مراد ہے نہ تاریخ ظہور۔ ظہور مہدی کا چودھویں صدی کے سر پر ہوگا۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اور یہ تاریخ حضرت صاحبؑ کے زمانۂ طفولیّت کی ہے تو جب تیرھویں صدی میں پیدائش ہے تو ظہور چودھویں صدی میں ضرور ہُوا۔ لہٰذا چودھویں ہی قائم رہی۔ تیرھویں صدی کا تو ظہور مہدی کے لئے کہیں نام ہی نہیں آتا۔ اور باب پر اس کا اطلاق نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ باب نے ۱۲۶۰ھ ہجری میں بابیت کا دعویٰ کیا ہے نہ مہدویت کا۔ اور ۱۲۶۶ھ ہجری میں قتل کیا گیا۔ اور لفظ "چراغ دین" میں اس بات کا اشارہ ہے کہ وہ دین اسلام کے لئے قوّت کا باعث ہوگا۔ اور اپنی شان مہدویت کی نورانی شعاعوں سے مسلمانوں سے تاریکی دُور کر دیگا۔ لیکن باب نے مسلمانوں کی کسی قسم کی تاریکی دُور نہیں کی۔ بلکہ اُلٹا ایک اسلامی حکومت کیلئے تاریکی اور پریشانی کا باعث ہُوا۔

"چراغ دین" کا لفظ بتاتا ہے کہ وہ لوگوں کو ظلمت سے نکالکر نور اور روشنی کی طرف لائیگا۔ اور دین کی تجدید کر کے اپنی تعلیم پھیلائیگا۔ لیکن باب کے متعلق ثابت ہے کہ اُس کی تعلیم و عقائد کی ابھی اشاعت بھی نہ ہوئی تھی کہ وہ قتل کر دیا گیا۔ چنانچہ باب الحیات کے صفحہ ۵ پر لکھا ہے:۔

"چونکہ اس مذہب کی بنیاد پڑتے ہی حضرت باب قتل کر دیئے گئے تھے۔ اسلئے یہ گروہ (بابیہ) اپنی شریعت و طریقت کے احکام سے محض بیخبر رہا"

پس جو لفظ "چراغ دین" کا فائدہ تھا۔ وہی جب اُس سے ظاہر نہ ہُوا تو وہ اسکا مصداق کس طرح ہو سکتا ہے۔

بہائی۔ حضرت قدوة السالکین کے شعر سے بھی تیرھویں ہی صدی عیاں ہے۔ اس شعر میں دست بُرد کیگئی ہے۔ لفظ سال مکرر آنا شعراء جانتے ہیں کہ کیسا قبیح ہے۔ اصل اس طرح ہے:۔ ؎

غین۔ رے۔ سین چون گذشت از سال ٭ بو العجب کار و بار مے بینم

یعنی ۱۲۶۰ سال کے گذرنے پر کار و بار عجب نظر آ رہا ہے۔

احمدی۔ حضرت شاہ نعمت اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اس شعر میں مہدی کے لئے پیشگوئی فرمائی ہے۔ جیسا کہ اس شعر کے سیاق و سباق سے ظاہر ہے۔ اور باب نے ۱۲۶۰ھ میں مہدویت کا دعویٰ نہیں کیا۔ جیسا کہ آپکی معتبر کتاب باب الحیات کے صٓ۳ پر لکھا ہے کہ ۱۲۶۰ھ میں

"جب انہوں نے مذہبی دعوة شروع کی تو سب سے پہلے بابیت کا اظہار کیا"

اور بابیت کے متعلق کہیں پیشگوئی نہیں۔ اور حضرت قدوة السالکین نے خدا کے الہام سے علم پا کر یہ سارا قصیدہ بطور پیشگوئی حضرت امام مہدیؑ کے لئے ارشاد فرمایا ہے نہ کہ کسی باب کے لئے۔ چونکہ "غین۔ رے سال" کے پورے ۱۲۹۱ عدد ہیں۔ اور اس ۱۲۹۱ھ میں کسی نے مہدویت کا دعویٰ نہیں کیا نہ باب نے اور نہ بہاء اللہ نے۔ بلکہ باب کی تو شریعت بھی (جو ابھی دنیا میں رائج بھی نہ ہونے پائی تھی) بہاء اللہ نے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

منسوخ کردی تھی۔ لہٰذا ان دونوں میں سے کوئی بھی اس کا مصداق نہیں۔

دوسرے اس الہامی قصیدہ میں مہدی کیلئے ایک یہ بھی پیشگوئی ہے کہ "پسرش یادگارے بینم"۔ یعنی مہدی کے بعد اُس کا جانشین اُس کا ایک موعود فرزند ہوگا۔ باب کا کوئی بیٹا نہ تھا اور نہ اُسکا کوئی جانشین ہُوا۔ باب کے بعد بہاء اللہ ہُوا لیکن بجائے اسکے کہ باب کی کوئی یادگار قائم کرتا اُس نے باب کی شریعت اور دین کو بھی منسوخ کردیا۔ لہٰذا وہ اس کا مصداق نہیں۔ حضرت مرزا صاحبؑ پر یہ پیشگوئی حرف بحرف پوری ہوئی الحمدللہ۔

شعر میں کسی لفظ کا مکرر آنا قبیح نہیں بلکہ بعض اوقات ایک لفظ کی تکرار شعر کی خوبی کو دوبالا کردیتی ہے۔ ملاحظہ ہو ایک فارسی شاعر کہتا ہے :۔ ؎

قاصد رسید۔ نامہ رسید و خبر رسید + در حیرتم کہ جاں بکدامے کنم نثار

اس شعر میں "رسید" کا لفظ تین بار آیا ہے۔ یہ قبیح نہیں۔ بلکہ اس نے شعر میں جان ڈالدی ہے۔ اسی طرح "غین رے سال چوں گذشت از سال" میں سال کا لفظ مکرر ہے۔ اور یہ مصرعہ کی خوبی کو ظاہر کرتا ہے نہ قباحت کو۔

بہائی۔ دانیال کی پیشگوئی ۱۲۶۰ھ مرزا صاحب پر پوری نہیں ہوتی۔ کیونکہ اُن کا ظہور چودھویں صدی میں ہُوا ہے۔ البتہ یہ پیشگوئی حضرت باب پر بعینہٖ پوری ہوئی کہ انہوں نے ۱۲۶۰ھ میں ظہور کیا۔ ابکارا کی پیشگوئی بھی حضرت باب پر پوری ہوئی کہ آپنے ۱۸۴۴ء میں ظہور کیا۔ مرزا صاحب سے ان پیشگوئیوں کو کیا تعلق۔

احمدی۔ بائیبل میں دانیال نبی کی ایک پیشگوئی ہے۔ کہ :۔

"مَیں دانی ایل نے نظر کی اور کیا دیکھتا ہوں کہ دو اور کھڑے ہیں ایک دریا کے کنارے کے اس طرف دوسرا دریا کے کنارے کے اس طرف۔ اور ایک نے اُس شخص سے جو کتان کا لباس پہنے تھا۔ اور دریا کے پانیوں پر تھا۔ پوچھا کہ یہ عجائب چیزیں کتنی مُدّت کے بعد انجام تک پہنچیں گی۔ اور مَیں نے سُنا کہ اس شخص نے جو کتانی پوشاک پہنے تھا۔ جو دریا کے پانیوں پر تھا۔ اپنا دہنا اور بایاں ہاتھ آسمان کی طرف اُٹھا کر اُس کی جو ہمیشہ جیتا ہے قسم کھائی اور کہا کہ ایک مُدّت اور مُدّتوں اور آدھی مُدّت تک رہیگی اور جب وہ پورا کر چکیگا۔ اور مقدس لوگوں کا زور کھو دیگا۔ یہ سب چیزیں پوری ہونگی"۔ (دانیال باب ۱۲)

بابی لوگ مُدّت سے مراد سال لیتے ہیں۔ اور کہتے ہیں کہ ایک مُدّت ایک سال دو مُدّت۔ دو سال۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

"پرانے عہد نامہ کے مصنفوں میں سے ہر ایک مصنف اپنے ملہم ہونے کا دعویٰ نہیں کرتا۔"

(تحقیق بائیبل مصنفہ پروفیسر ڈاڈز صاحب ڈی ڈی صفحہ ۸۲)

اور

"بائیبل میں ایسی کتابیں ہیں جن کی نسبت ہم نہیں کہ سکتے کہ وہ کسی نبی یا رسول یا کسی اور مقرر کیئے ہوئے شخص کی لکھی ہوئی ہیں۔ مثلاً پہلی اور دوسری تواریخ۔ آستر۔ ایوب۔ اور واعظ۔ کوئی نہیں جانتا کہ ان کتابوں کو کس نے لکھا۔" (" صفحہ ۳۸)

تیسرا سوال جس طرح عہد نامہ قدیم کے متعلق ہمارا سوال تھا اسی طرح عہد نامہ جدید کے متعلق بھی یہی سوال ہے کہ متی سے لیکر مکاشفات تک جتنے رسالے اور خطوط موجودہ بائیبل میں نظر آتے ہیں۔ یہ تمام کے تمام الہامی اور خدا کی طرف سے نازل شدہ ہیں یا بعض؟ اگر کہا جائے بعض! تو پھر یہ بھی بتانا چاہیئے کہ "بعض" میں کون کون سا خط یا انجیل شامل ہے۔ اور اسکے بالمقابل وہ کونسی انجیلیں یا خطوط ہیں جو الہامی نہیں بلکہ انسانی تصنیف ہیں۔ اور یہ دکھلاتے ہوئے ساتھ ہی وہ معیار بھی بتایا جائے جسکے ذریعہ ان میں الہامی اور غیر الہامی کی تمیز کی جاتی ہے۔

لیکن اگر سبھی کو الہامی بتایا جائے تو اسپر یہ سوال ہوگا کہ آیا وہ تمام صحیفے اپنے ملہموں کے نام اور ان کے الہام یافتہ ہونے کی شہادت دیتے ہیں؟ اگر کہا جائے کہ۔ ہاں!

تو پھر مسیحی کلیسیا کے فاضل ممبر۔ پادری ڈبلیو ایچ ٹی۔ گیرڈنر صاحب بی اے کے مندرجہ ذیل بیان کا کیا مطلب ہوا کہ:۔

"یوحنا کے مکاشفہ کے علاوہ ایک بھی کتاب انجیل میں نہیں ہے جس کا یہ دعویٰ ہو کہ اسکے مصنف پر یہ کتاب نازل ہوئی ہے یا اسکے مصنف کو خدا نے لکھنے کے لئے مامور کیا تھا۔ مقدس پولوس کے خطوط کی مانند چند کتابوں میں مصنف نے بیشک صفائی سے الٰہی ہدایت کے زیر اثر ہو کر لکھنے کا دعویٰ کیا ہے لیکن دیگر کتابوں میں جن میں چند نہایت ضروری کتابیں شامل ہیں مصنف نے کہیں ایسا دعویٰ نہیں کیا ہے۔ اور ایسا معلوم پڑتا ہے کہ ان کے مصنفوں نے یونہی یا اپنی مرضی سے حسب موقع انکو تحریر کیا ہے۔"

(رسالہ "الہام" مطبوعہ پنجاب ریلیجس بک سوسائٹی لاہور ۱۹۲۶ء صفحہ ۴۴)

پس جب بقول پادری گیرڈنر صاحب اکثر صحیفے الہامی ہونے کا دعویٰ ہی نہیں کرتے۔ تو ایسی حالت میں بتلایا جائے کہ ان کو کس بنا پر الہامی مانا جاتا ہے؟

چوتھا سوال اگر رومن کیتھولک چرچ کا ہمنوا ہو کر کہا جائے کہ کلیساء کے قدیم ممبروں نے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اور آدھی مدّت نصف سال۔ یعنی کل ساڑھے تین سال ہوئے۔ پھر کہتے ہیں کہ ایک سال کے چونکہ ۳۶۰ دن ہوتے ہیں اس لئے ۳۶۰+۳۶۰+۳۶۰+۱۸۰ کل = ۱۲۶۰ دن ہوئے۔ اور چونکہ پیشگوئیوں میں دن سے سال مراد ہوتا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ ۱۲۶۰ھ سال مراد ہیں۔ اور یہ شمار ہجری سنہ سے شروع ہوتا ہے۔ سو اسکے مطابق علی محمد باب نے ۱۲۶۰ھ میں باب ہونیکا دعویٰ کیا۔ پس یہ پیشگوئی باب پر پوری ہوتی ہے۔ تو معلوم ہوا کہ آپ ہی موعود ہیں۔ اور اپنے دعویٰ میں سچے۔

ناظرین یہ اصل ہے۔ جس پر اس مقصد کا سارا ہوائی محل تیار کیا گیا ہے۔ اب اپنی عقل سے کون لڑے جو یہ سمجھے کہ سیّد علی محمد باب کا موعود ہونا ظاہر ہوتا ہے۔ ہم کہتے ہیں کہ اوّل تو دانیال نبی نے کہیں اس بات کی تصریح نہیں کی کہ اس سے یہ مراد ہے۔ اور یہ شمار ہجری سَن کا ہے۔ دوسرے عیسائیوں نے اس سے ۳½ سال مراد لئے ہیں نہ کہ ۱۲۶۰ھ سال اور وہ کہتے ہیں کہ یہ دجال کا زمانہ ہے اور پھر اس بات پر کیا دلیل ہے کہ اس سے ہجری سنہ مراد ہے؟ کیوں نہ اس کا شمار اُس وقت سے کیا جائے۔ جب حضرت علیؓ شہید ہوئے۔ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ ۱۷ رمضان المبارک ۴۰ھ میں شہید ہوئے ہیں۔ اور آپ ہی کے زمانہ میں ملّت اسلامیہ کے اندر تمام اختلاف رونما ہوا ہے۔ پس دانیال نبی کی پیشگوئی کو حضرت علیؓ کی شہادت کے زمانہ سے شروع کریں تو ۱۲۶۰ میں ۴۰ جمع کرنے سے پورے ۱۳۰۰ سال بنتے ہیں۔ اور یہ وہ زمانہ ہے جس میں حضرت اقدسؑ اللہ تعالیٰ کی طرف سے مامور ہو چکے تھے۔ پس یہ پیشگوئی (اگر اس کا کوئی وجود ہے) حضرت صاحبؑ پر پوری ہوتی ہے اسی طرح ابکارا کی پیشگوئی ۱۸۴۴ء والی میں جب ۴۰ جمع کیئے جائیں تو ۱۸۸۴ء ہوتے ہیں۔ اور ۱۸۸۴ء میں حضرت صاحبؑ ملہم و مامور ہو چکے تھے جیسا کہ آپؑ فرماتے ہیں "کتاب براہین احمدیہ جسکو خدا تعالیٰ کی طرف سے مؤلف نے ملہم و مامور ہو کر بغرض اصلاح و تجدید دین تالیف کیا ہے"، دیکھو آپکا اشتہار ۱۸۸۴ء اور "مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کے دعاوی کا عروج و نزول" محفوظ الحق علمی بہائی کا ٹرکیٹ صہ ۲

اس لحاظ سے ان دونوں پیشگوئیوں کا مصداق حضرت مرزا صاحبؑ ثابت ہوتے ہیں۔

اور اگر ہم اہل بہاء کے ہی معنی تسلیم کریں تب بھی یہ بات ہمارے مدعا کے خلاف نہیں کیونکہ ان پیشگوئیوں میں ذرا بھی اس بات کا اشارہ نہیں کہ ٹھیک ۱۲۶۰ھ اور ۱۸۸۴ء میں وہ دعویٰ کریگا۔ اگر ظہور کا لفظ بھی مان لیں تو بھی کوئی حرج نہیں۔ کیونکہ ظہور کا لفظ پیدائش پر عام طور پر بولا جاتا ہے۔ تو پھر اس سے اُس موعود کی پیدائش اور ولادت مراد ہوگی۔ اور ۱۲۶۰ھ مطابق

Digitized by Khilafat Library Rabwah

۱۸۳۵ء کے قریب ہمارے حضرت اقدسؑ کی پیدائش ہوئی ہے۔

ایک اور طرح سے بھی یہ پیشگوئی ہمارے حضرت اقدسؑ پر چسپاں ہوتی ہے اور وہ اس طرح کہ ایک مُدّت سے مراد ایک صدی لیجائے۔ تو ایک مُدّت ایک سو سال۔ دو مُدّت دو سو سال اور آدھی مُدّت پچاس سال کُل ۳۵۰ سال ہوئے۔ اور اگر ہم اس کا شمار میلاد نبویؐ سے کریں تو ہزار سال کے بعد چودھویں صدی بنتی ہے۔ یعنی ۱۳۰۰ھ۔ پس اس کا مطلب یہ ہوا کہ چودھویں صدی کے سر پر وہ موعود ہوگا۔ اور چودھویں صدی میں سوائے حضرت اقدسؑ کے نہ باب کا دعویٰ ہے نہ بہاء اللہ کا۔

اسی کتاب دانیال میں ایک اور پیشگوئی ہے جو سیّد علی محمد باب پر بالکل راست آتی ہے کہ سرمو فرق نہیں رہتا۔ اور وہ یہ ہے:۔

"اور وہ حق تعالیٰ کی مخالفت میں باتیں کریگا۔ اور حق تعالیٰ کے مقدسوں کو تصدیع دیگا۔ اور چاہیگا کہ وقتوں اور شریعتوں کو بدل ڈالے۔ اور وہ اُسکے قبضہ میں دیئے جائینگے۔ یہاں تک کہ ایک مُدّت۔ اور مُدّتیں۔ اور آدھی مُدّت گذر جائیگی۔ پر عدالت بیٹھیگی اور وہ اُسکی سلطنت لے لینگے کہ اُسے ہمیشہ کے لئے نیست و نابود کریں" (کتاب دانیال باب ۷ آیت ۲۵ و ۲۶)

پس یہ پیشگوئی باب پر پوری ہوتی ہے کیونکہ اُس نے "حق تعالیٰ کی مخالفت میں باتیں کیں" "اور وقتوں اور شریعتوں کو" بھی بدلا۔ دیکھو "بہائی مذہب کی حقیقت"، اور اس پیشگوئی کے مطابق ٹھیک "ایک مُدّت۔ دو مُدّت۔ اور آدھی مُدّت"، یعنی ۱۲۶۰ سال کے بعد خروج کیا۔ اور دعویٰ کیا کہ اب شریعت اسلام میرے آنے پر منسوخ ہوگئی اسی طرح نماز کے اوقات میں بھی کمی کر دی اور بجائے پانچ وقتوں کے تین وقت مسیلمہ کذّاب کی طرح نماز کے لئے مقرر کیئے۔ تو یہ سب کچھ پیشگوئی کے مطابق ہوا۔ پس ثابت ہوا کہ عین ۱۲۶۰ھ میں جو شخص دعویٰ کریگا۔ وہ دجّال ہوگا۔ اور لوگوں پر اصل امر کو مشتبہ کر دیگا۔ جیساکہ حدیث میں دجّال کی صفت میں آیا ہے کہ وہ مہدی سے پہلے خروج کرکے مہدی کے امر کو مشتبہ کرنا چاہیگا لیکن اللہ تعالیٰ اس مقصد میں اُسے ناکام کریگا اور چند سال کے بعد ہلاک کر دیا جائیگا۔

بہائی۔ دیکھئے حضرت باب پر یہ پیشگوئیاں کیسی بعینہٖ راست آتی ہیں کہ ایک دن کا بھی فرق نہیں رہتا۔

احمدی۔ یہی تو باب کے کاذب ہونے کی علامت ہے کیونکہ یہ قدیم سے سُنّت اللہ ہے کہ جو پیشگوئی کسی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

عظیم الشان مُرسل ڈمصلح کے آنیکے لئے ہوتی ہے اس میں ضرور لوگوں کیلئے ایک ابتلا بھی مخفی ہوتا ہے۔ اگر کوئی پیشگوئی صاف اور صریح طور پر کسی موعود کے بارہ میں بیان کیجاتی تو سب سے پہلے ایسی پیشگوئی کے مستحق ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم تھے کیونکہ آپ سیّد الرسل اور سرورِ کائنات ہیں لیکن آپ کے متعلق کہیں کسی کتاب میں ایسی صاف و صریح پیشگوئی نہیں "جس میں ایکدن کا بھی فرق نہ رہتا" ہو جس سے معلوم ہوا کہ کبھی کسی سچے موعود کیلئے ایسی کھُلی کھُلی پیشگوئی نہیں ہوتی "جسمیں ایکدن کا بھی فرق" نہ ہے۔ پس پیشگوئیوں میں ہمیشہ ایک قسم کا ابتلاء اور اخفاء کا پہلو ہوتا ہے تاکہ غور کرنے والے حق کے سچے طالب سمجھ لیں اور جنکے نفسوں میں نخوت و تکبّر اور ظاہر بینی ہے وہ اُسکے قبول کرنے سے محروم رہیں اور اپنے تکبّر و نخوت اور ظاہر پرستی کی سزا پائیں۔ اگر اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہی ایسی صاف صاف اور کھُلی کھُلی پیشگوئیاں ہوں جن میں بقول آپکے "ایکدن کا بھی فرق نہ ہے" تو ایمان بالغیب جو ہر نبی کے ساتھ لازمی ہے کہاں رہے۔ شقی اور سعید کا امتحان کیونکر ہو۔ لوگوں کو جو اپنی تحقیق کے اجر سے ماجور ہوئے کیا ثواب ملے"۔ (عمدۃ التنقیح صفہ ۹۲)

معلوم ہوا کہ ایسے صاف نشان دکھانا۔ اور ایسی کھُلی کھُلی پیشگوئیاں کرنا۔ اس دنیا میں جو کہ دارالابتلاء ہے اللہ تعالیٰ کی عادت نہیں۔ کیونکہ اس سے ایمان بالغیب جس پر تمام ثواب مترتب ہوتا ہے ضائع اور دور ہو جاتا ہے۔

ہاں البتہ ایسی صاف و صریح پیشگوئیاں دجّال کے لئے ہو سکتی ہیں۔ اور موجود بھی ہیں کیونکہ وہ خدا کا دشمن ہے۔ اللہ تعالیٰ کو اپنی مخلوق کو اُسکے شر اور دجل و فریب سے بچانا مقصود ہے۔ اسلئے ایسی صاف پیشگوئی دجّال کے لئے ہو سکتی ہے۔ تاکہ ہر کس و ناکس اُسکو شناخت کر لے۔ اور اُسکے شر سے محفوظ رہے۔ آپ فرماتے ہیں کہ باب نے ٹھیک ۱۲۶۰ھ میں دعویٰ کیا۔ لیکن حدیث میں آیا ہے کہ امام مہدی طاق سالوں میں دعویٰ فرمائینگے ملاحظہ ہو حجج الکرامہ صفہ ۳۹۵ "ابو نصر از ابو عبداللہ جعفر صادق آوردہ کہ بیروں نیامد مہدی مگر در سالہائے طاق سال۔ یکم یا سوم یا پنجم یا ہفتم یا نہم گویا عشرۂ اولیٰ را اول مائیہ شمردہ" اس حدیث کے مطابق باب کو اگر وہ بقول آپکے مہدی تھا تو طاق سالوں میں دعویٰ کرنا چاہیئے تھا نہ کہ ٹھیک ۱۲۶۰ ہجری میں۔

بہائی۔ پس صحیح شعر "غین رے سین چوں گزشت از سال" کے مطابق ۱۲۶۰ھ میں حضرت باب نے ظہور فرمایا یہ ان پر مطابق ہے مرزا صاحب سے ہرگز مطابقت نہیں رکھتا۔

احمدی۔ حیرانی کی بات ہے کہ آپ صاحبان اس ۱۲۶۰ھ کو اکثر بر نوک زبان لے آیا کرتے ہیں مگر کسی وقت یہ بھی تو غور کیجئے کہ اس میں موعود کا ذکر ہے یا کسی باب کا۔ اور علی محمد باب کو اس سے کیا لگاؤ ہے۔ اگر مہدی کا اس میں ذکر ہے تو صاف ظاہر ہے کہ ۱۲۶۰ھ میں علی محمد باب نے امام مہدی ہونیکا دعویٰ نہیں کیا۔ اور اگر مہدی کا اس میں ذکر نہیں ہے تو جناب نے خود اور جناب کے پیر بھائیوں نے ایسے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کیوں پیش فرمایا ہے کچھ سمجھ میں نہیں آتا۔ ہاں سید علی محمد نے ۱۲۶۰ھ میں باب ہونیکا دعویٰ کیا۔ اور باب ہونیکا دعویٰ کرنا کوئی دعویٰ نہیں۔ کیونکہ لفظ باب کی اصطلاح شیعوں کی ایجاد ہے جسکی بنا محض وہم پر ہے جیسا کہ تعلیمات بہائیہ صفحہ ۵ پر لکھا ہے کہ:۔

"بہت پُرانے وقتوں سے ایران میں یہ روایت چلی آرہی تھی کہ بارھویں امام جو غائب ہو گئے ہیں اپنے فضل کی رُو سے اپنے سچے اور طالب معتقدوں کو اپنا دیدار دکھانے کے واسطے دنیا میں اس خدمت کیلئے کسی بزرگ اور پرہیزگار آدمی کو مامور رکھتے ہیں۔ اس آدمی کو وہ اپنی اصطلاح میں باب کا لقب دیتے تھے"

پس اس ایک سُنی سُنائی روایت کی بناء پر جس کا عقلی نقلی کوئی ثبوت نہیں اور جس کا وضعی ہونا ایک اور ایک دو کی طرح ظاہر ہے کیونکہ کسی معتبر کتاب میں اس کا وجود نہیں۔ علی محمد نے اپنے باب ہونیکا دعویٰ کیا۔ پس جس پر بابیت کا دارومدار ہے جب وہی موجود نہیں۔ اور محض ایک موہوم شئے ہے تو باب ہونیکا دعویٰ کرنا فضول اور لغو ہے۔

بہائی۔ ۱۲۹۰ والی پیشگوئی حضرت بہاء اللہ پر راست آتی ہے کیونکہ اس تاریخ کی بدایت یوم اعلان نبوت حضرت صلعم سے ہے اور یہ بعثت کے تین سال بعد ہُوا۔ کیونکہ شروع میں آپکی نبوت مستور رہی۔ پس آنحضرت صلعم کے اعلان نبوت سے ۱۲۹۰ برس بعد جناب بہاء اللہ ظاہر ہوئے۔ اعلان نبوت حضرت صلعم سے ۱۲۹۰ سال ۱۲۸۰ھ سے مطابق ہیں۔ اسی سال حضرت جمال مبارک بہاء اللہ نے بغداد سے اسلامبول کی طرف روانگی کے وقت باغ رضوان میں جو شہر کے باہر ہے بارہ روز اقامت فرمائی۔ اور اسی جگہ اپنے ظہور کے اعلان سے اپنے خواص احباب کو مشرف فرمایا۔

احمدی۔ اس پیشگوئی کو بہاء اللہ پر چسپان کرنا نرا دھاندلی کا اظہار ہے۔ کیونکہ بہاء اللہ نے ۱۲۹۰ھ میں دعویٰ نہیں کیا۔ البتہ ۱۲۸۰ھ میں اس نے اپنے مَنْ یُظْهِرُهُ اللہ ہونیکا اظہار کیا ہے۔ اس کا شمار ہجرت سے دس سال قبل کیوں کیا جاتا ہے؟ آخر اسکی کوئی وجہ معقول بتائیے۔ یا محض آپکے کہنے سے اسکو قبول کر لیا جائے؟

ہاں ٹھیک ۱۲۹۰ھ میں حضرت مرزا صاحب خدا کی طرف سے مامور ہو چکے تھے جیسا کہ آپ فرماتے ہیں:۔

"یہ عجیب امر ہے۔ اور میں اسکو خدا تعالیٰ کا ایک نشان سمجھتا ہوں کہ ٹھیک ۱۲۹۰ھ میں خدا تعالیٰ کی طرف سے یہ عاجز شرف مکالمہ و مخاطبہ پا چکا تھا" حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۹۹

پس یہ پیشگوئی بغیر کسی تاویل کے صاف طور پر آپکے اوپر چسپان ہوتی ہے نہ کہ بہاء اللہ پر۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بہاء اللہ پر کسی طرح یہ پیشگوئی راست نہیں آتی۔ کیونکہ خود پیشگوئی ظاہر کرتی ہے کہ اس کی مدت کا شمار اُسوقت سے ہوگا جب بُت توڑے جائینگے۔ چنانچہ پیشگوئی کے الفاظ یہ ہیں:۔

"اے دانیال چلا جا۔ کیونکہ یہ باتیں آخر تک پوشیدہ اور سربمہر رہینگی۔ اُسوقت بہتوں کا بُرا کیا جائیگا۔ اور بہتوں کو سفید کیا جائیگا۔ اور بہتوں کو آزمائش میں ڈالا جائیگا۔ اور شریر شرارت سے شور و غوغا مچائینگے۔ اور شریروں میں سے کوئی نہ سمجھے گا۔ پر اہل دانش سمجھ لیں گے اور اُسوقت سے جبکہ دائمی قربانی موقوف کیجائیگی۔ اور بتوں کو تباہ کیا جائیگا اُسوقت سے ۱۲۹۰ دن ہونگے مبارک ہے جو انتظار کیا جاتا ہے اور ۱۳۳۵ روز تک آتا ہے۔" (دانیال باب ۱۲)

پیشگوئی کے جلی الفاظ بتلاتے ہیں کہ اس پیشگوئی میں شمار کا وقت بُت توڑنے کے بعد کا زمانہ ہے۔ اور بُت سنہ ۸ھ میں توڑے گئے ہیں تو ۱۲۹۰+۸ = ۱۲۹۸ یعنی پورے ۱۳۰۰ ہوتے ہیں کیونکہ عربی میں کسروں کو شمار نہیں کرتے۔ جیسا کہ حجج الکرامہ کے صفحہ ۳۹۴ پر لکھا ہے۔ اور اس سنہ میں نہ بہاء اللہ کا دعویٰ ہے نہ کسی اور کا۔ ہاں اسکے مطابق ٹھیک ۱۲۹۹ میں حضرت اقدس ؑ نے دعویٰ کیا ہے۔ اور وفات آپکی سنہ ۱۳۲۶ھ میں ہوئی ہے۔ اس لئے ۱۳۲۶+۸ = ۱۳۳۴ ہوتے ہیں۔ جو ۱۳۳۵ تک ہیں۔ پس یہ پیشگوئی کہ "مبارک ہے جو انتظار کیا جاتا ہے اور ۱۳۳۵ روز تک آتا ہے" پورے طور پر ہمارے حضرت اقدس ؑ پر راست آتی ہے۔ بہاء اللہ کو اس پیشگوئی سے دور کی نسبت بھی نہیں۔ کیونکہ اس میں موعود مسیح ؑ کے لئے چودھویں صدی بتائی گئی ہے۔ کہ وہ چودھویں صدی کے سر پر ظاہر ہوگا۔ اور بہاء اللہ نے چودھویں صدی میں دعویٰ نہیں کیا۔ پس وہ اسکا مصداق نہیں ہوسکتا۔ اور پھر اسپر کیا دلیل ہے کہ ٹھیک سنہ ۱۲۸۰ھ میں (جسکو کھینچ تان کر آپ لوگ سنہ ۱۲۹۰ھ بناتے ہیں) بہاء اللہ نے دعویٰ کیا۔ محض آپکا کہنا تو دلیل نہیں کسی مخالف کا قول پیش کیجئے جس نے کہا ہو کہ ہاں ٹھیک سنہ ۱۲۸۰ھ میں بہاء اللہ نے دعویٰ کیا کوئی خارجی دلیل جب تک نہ ہو۔ آپکا قول قابل اعتنا نہیں۔ کیوں نہ مانا جائے کہ آپ لوگوں نے ۱۲۹۰ والی پیشگوئی کو مدِ نظر رکھ کر یہ سارا ڈھونگ بنایا ہے۔

ہاں بغداد و عراق سے بھی ایک شخص ظاہر ہوگا۔ شارحین کی تحقیق سُنئے۔ خطابی گفتہ اند

مَنْ کان بالمدینۃ کان نجدہ بادیۃ العراق و نواحیھا وھی مشرق اھل المدینۃ۔ کہ مدینہ کے مشرق میں عراق ہے اور نجد سے یہی مراد ہے۔ کرمانی نے بخاری کی شرح میں یوں لکھا ہے۔

من کان بالمدینۃ کان نجدہ بادیۃ العراق و نواحیھا وھی مشرق اھلھا۔ ومراد بقرون

Digitized by Khilafat Library Rabwah

شیطان۔ اُمّت دحزب اوست،، اسکی توضیح علامہ عینی نے یوں کی ہے کہ چونکہ دجّال عراق سے (جس میں بغداد واقع ہے) نکلیگا۔ اور اُس کے خروج سے گوناگون فتنے ظہور پذیر ہونگے۔ اسلئے حدیث کا مطلب نجد سے (جسمیں یہ بیان ہے کہ نجد سے شیطان کا سینگ نکلیگا) ملک عراق ہے،، کیونکہ "نجد" عربی زبان میں اونچی زمین کو کہتے ہیں۔ اور عراق مدینہ سے مشرق کی طرف اونچی زمین میں واقع ہے۔

(اخبار اہلحدیث جلد ۲۲ نمبر ۱۵ صفحہ ۸)

سو عین اس پیشگوئی کے مطابق بہاء اللہ نے بغداد میں جو عراق کا دار الخلافہ ہے ظاہر ہوکر ثابت کردیا کہ واقعی وہ اُس حدیث کا مصداق ہے جو نواس بن سمعان سے مروی ہے قال ذکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الدجال وقال انہ خارج خلتہ بین الشام والعراق۔ گویا نبی کریم نے بتادیا کہ وہ ایران سے آئیگا اور شام وعراق میں خروج کریگا +

فضائل آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم

پاکیزہ زندگی

زمانہ طفولیّت ابوطالب کی شہادت۔ لم ادمنہ کذبۃً ولا ضحکاً ولا جاھلیۃ ولا وقفاً مع الصبیان (ترجمہ) نہیں دیکھا میں نے آپ کو جھوٹ بولتے ہوئے یا ہنسی مذاق کرتے ہوئے نہ جاہلیت کا کام کرتے ہوئے اور نہ بازاری لڑکوں کے ساتھ میل جول کرتے ہوئے۔

زمانہ جوانی آپ کی صداقت کے متعلّق تمام کفّار قریش نے متفقہ گواہی دی۔ ماجربنا علیك کذبًا (بخاری کتاب التفسیر) جب ہرقل نے آپ کے جانی دشمن ابوسفیان سے پوچھا۔ "ھل کنتم تتھمونہ" تو اس نے آپ کے سچے اور راستباز ہونیکے متعلّق اقرار کیا۔ نضر بن الحرث نے اپنے ساتھیوں سے کہا۔ محمّد تم میں بچپن سے پسندیدہ خو۔ راستبازی و دیانت میں سب سے بڑھکر ہے اب اسے بُرا کہتے ہو؟ آپ کے چچا ابوطالب جن کے پاس آپ نے بچپن اور شباب کا زمانہ گزارا۔ آپ کی نسبت دوسری شہادت دیتے ہیں: "وابیض یستسقی الغمام بوجھہ + ثمال الیتامیٰ عصمت للارملۃ۔ آپ کے دشمن امیہ بن خلف کی شہادت "واللہ ما یکذب محمد اذا حدث،، خدا کی قسم محمد (صلعم) جب بات کرتا ہے تو جھوٹ نہیں بولتا۔ ابوجہل جیسے دشمن کی شہادت کہ آپ نے کبھی جھوٹ نہیں بولا۔ انّا لا

Digitized by Khilafat Library Rabwah

نکذبک بل نکذب ما جئت بہ"

تعلق باللہ آپ ہر وقت اُٹھتے بیٹھتے۔ سونے کے وقت جاگنے کے وقت کھانے کے وقت پینے کے وقت گھر میں داخل ہونے اور نکلنے کے وقت قضائے حاجت اور اس سے فراغت کے وقت وضوء کے وقت رنج و راحت میں۔ بی بیوں سے صحبت کے وقت۔ بلندیوں پر چڑھنے اور اُترنے سفر پر جانے اور واپسی کے وقت۔ صبح و شام خدا کو یاد کرتے۔ ایک دم بھی خدا سے غافل نہ رہتے آپ کے ہر ایک کام اور ہر ایک بات میں خدا ہی تھا۔ کان یذکر اللہ فی احیانہ کلہ۔ آپ کثرت سے روزے رکھتے۔ جب آپکو کہا گیا کہ آپ کو اس قدر عبادت اور مجاہدہ کرنے کی کیا ضرورت ہے۔ تو آپ نے فرمایا۔ افلا اکون عبداً شکوراً۔ آپ نے مکہ والوں کو بے بسی اور بے کسی میں فرمایا کہ اگر سورج میرے دائیں اور چاند میرے بائیں رکھ دو پھر بھی میں اپنے کام کو نہیں چھوڑونگا۔ اپنے چچا کو جواب دیا کہ میں یہ کام نہیں چھوڑ سکتا۔ خواہ تم اپنی حفاظت ہٹالو۔ غار ثور میں حضرت ابو بکرؓ کو فرمایا۔ لا تحزن اِنَّ اللہ مَعَنَا۔ اسکت یا ابابکر اثنان اللہ ثالثھما۔ غزوہ حنین میں جب مسلمان بھاگ کھڑے ہوئے تو آپ نے فرمایا۔ انا النبی لا کذب انا ابن عبد المطلب۔

خشیۃ اللہ آپ عذاب کی جگہوں سے جلدی گذر جاتے۔ جیسا کہ غزوہ تبوک میں کیا۔ بادل اور آندھی کے وقت آپ کو سخت گھبراہٹ ہوتی۔ کسوف و خسوف کے وقت دُعا فرماتے۔۔۔۔ نماز پڑھتے صدقہ دیتے لیکن اپنے اعمال پر بھروسہ نہ تھا۔ فرمایا۔ ما ادری ما یفعل بی یوم القیامۃ۔

خدا کے نام کیلئے آپ کی غیرت اُحد کے موقع پر ابو سفیان کے مقابل میں پہلے خاموش رہنے کا حکم دیا۔ مگر جب اس نے کہا اعل ھبل۔ تو آپ خاموش نہ رہ سکے۔ اور فرمایا کہ اسکو جواب دو۔ اللہ اعلیٰ و اجل۔ آپ نے دہر (زمانہ) کو بھی گالی دینے سے منع فرمایا۔ کیونکہ دراصل ہر چیز کا کرنے والا خدا ہے۔

تعلق بالعباد آپ چاہتے کہ آپ کی ازواج مطہرات بھی آپ کی طرح دنیا کے مال و متاع سے بے رغبتی اختیار کریں۔ چنانچہ آپ نے ان کو فرمایا۔ ان کنتن تردن الحیوۃ الدنیا و زینتھا فتعالین امتعکن واسرحکن سراحاً جمیلا۔

سیاسی تعلقات آپ نے جنگ میں کبھی ابتدا نہیں کی۔ قاتلوا الذین یقاتلونکم۔ آپ نے کبھی جنگ میں اعتداء کی اجازت نہیں دی فان عاقبتم فعاقبوا بمثل ما عوقبتم بہ۔ آپ نے بڈھوں عورتوں۔ بچوں۔ درویشوں کو قتل کرنے۔ باغوں۔ درختوں کے تنوں کو کاٹنے۔ مکانات کو جلانے معبودوں کو گرانے سے روکا۔ آپ شبخون نہیں کرتے تھے۔ آپ نے جنگ میں مکر۔ فریب یا دھوکا یا جھوٹ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

سے کبھی کام نہیں لیا۔ آپؐ نے مثلہ کرنے سے منع کیا۔ آپؐ جہاں گئے۔ معاہدہ امن قائم کیا۔ آپ اپنے دشمنوں کے احساسات کا بھی خیال رکھتے۔ بعض سرداروں کی بیٹیاں جو جنگ میں اسیر ہوئی تھیں۔ ان کو بجائے تمام مسلمانوں میں تقسیم کرنیکے آزاد کر دیا۔ اور خود ان سے شادی کی۔ حقیقی بڑائی کا معیار تقویٰ کو قرار دیا نہ ذات کو۔ انّ اکرمکم عند اللہ اتقاکم۔

بچوں سے پیار اور ان کی تربیت سفر سے واپسی پر بچے آپ کے استقبال کیلئے جاتے۔ تو آپؐ انکو آگے اور پیچھے سوار کر لیتے۔ حضرت اسامہ اور حسنؓ کو دونو رانوں پر بٹھا لیتے۔ جب عورتیں اپنے بچوں کو آپؐ کے پاس لیجاتیں۔ تو آپؐ ان بچوں کو خود اپنی گود میں اُٹھا لیتے۔ اور بعض اوقات وہ بچے آپؐ پر پیشاب بھی کر دیتے۔ آپ بچوں سے محبت کی باتیں کرتے۔ یا عمیر ما فعل النغیر۔ فرمایا اکرموا اولادکم۔ جب حضرت فاطمہؓ آپؐ کی ملاقات کے لئے جاتیں۔ تو آپؐ کھڑے ہو جاتے۔ اور اپنے پاس بٹھاتے۔ امام حسنؓ کے مُنہ سے صدقہ کی کھجور نکلوا دی۔۔۔ ۔۔۔ ۔۔ ۔۔ اور فرمایا انا لا ناکل الصدقۃ۔ بچپن میں امام حسنؓ اور حسینؓ کو دُعائیں سکھلانا اور خدا تعالیٰ کی طرف متوجہ کرنا۔ فرمایا۔ کہ اگر ہاتھ میں کچھ نہ ہو۔ تو بچہ کو مت کہو کہ بچہ اِدھر آ۔

آپؐ کا عدل مرض الموت میں فرمایا۔ کہ جس کا مجھ سے قصور ہُوا ہو۔ وہ اپنا بدلہ مجھ سے لے لے۔ آپؐ نے فرمایا۔ لو سرقت فاطمۃ لقطعت یدھا۔ اپنے داماد اور چچا کو بغیر فدیہ کے نہ چھوڑا۔ جب وہ قید ہو کر آئے۔ یہودیوں کو بھی آپؐ کے فیصلوں پر اعتماد تھا۔ اور آپؐ سے فیصلہ کرانے پر رضامند تھے۔ ایک مسلمان کو یہود کی شکایت پر سزا دی گئی۔

آپؐ کی امانت مکّہ میں کفّار کا حضورؐ کے پاس امانتیں رکھوانا۔ اور ہجرت کے وقت حضورؐ کا ان امانتوں کو حضرت علیؓ کے سپرد کر کے آنا۔ کان احسن الناس قضاءً۔ قرضہ لیتے تو اس سے زیادہ رقم واپس فرماتے۔ حضرت ابو بکرؓ اگرچہ حضورؐ کے دوست تھے۔ مگر انکی اونٹنی کو ہجرت کے وقت مُفت استعمال کرنا پسند نہ فرمایا۔ بلکہ قیمت کا فیصلہ فرمایا۔ مسجد کے لئے زمین بلا قیمت پیش کی گئی۔ مگر حضورؐ نے بلا قیمت لینی پسند نہ فرمائی۔

حضورؐ کی سخاوت حضورؐ نے کبھی کسی سائل کے سوال کو ردّ نہیں فرمایا۔ خود بھُوکے رہ کر سائل کو کھانا دیتے۔ ما سئل رسول اللہ شیئاً قط فقال لا (شمائل ترمذی)۔ تین دن سے زیادہ مال آپؐ کے پاس نہیں رہتا تھا۔ اموال آتے۔ فوراً تقسیم فرما دیتے۔ نماز میں سونے کا ٹکڑا یاد آیا۔ فوراً گھر گئے صدقہ کر کے واپس لوٹے۔ رمضان میں حضورؐ خصوصیت کے ساتھ سخاوت فرماتے۔ کان اجود من الریح المرسلۃ۔ حضورؐ نے اپنے لئے کچھ جمع نہیں فرمایا۔ کان لا یدخر شیئاً لغدٍ۔ زکوٰۃ کی نوبت کبھی نہیں آئی۔ کوئی ذاتی جائداد نہیں چھوڑی۔ ما ترک درھماً ولا دیناراً۔ ایک دفعہ حضورؐ نے بکریاں

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کی وادی صدقہ میں دیدی۔ ایک دفعہ ایک بدوی کے سوال پر آپکے پاس جو کچھ تھا۔ دیدیا۔ اس نے واپس جاکر اپنی قوم کو کہا۔ واللہ محمدؐ کو فقر و فاقہ سے بالکل ڈر نہیں۔ حضورؐ نے فرمایا۔ اگر کوئی شخص قرضہ چھوڑ جائے۔ تو اس کا قرضہ میں ادا کرونگا۔ اگر مال چھوڑ جائے تو وہ اس کے وارثوں کے لئے ہے۔

حضورؐ کی قولی پاکیزگی ماسب قط۔ ماعاب طعاماً قط۔ تسبیح اور تحمید اور کثرت سے دعائیں کرنا۔ ما کان فاحشاً ولا متفحشاً۔ بددعا اور لعنت کرنے سے اجتناب تھا۔

حضورؐ کے احسانات

اخلاقی اور روحانی احسانات آپؐ کا دنیا پر سب سے بڑا اور سب سے زیادہ گہرا اثر ڈالنے والا احسان یہ ہے۔ کہ آپؐ نے دنیا کو ہر قسم کے خفی و جلی شرک سے متنبہ کرکے حقیقی توحید کی تعلیم دی۔ جس سے نہ صرف دنیا کی روحانی ترقیات کے ہر قسم کے دروازے کھل گئے۔ بلکہ اخلاقی لحاظ سے بھی یہ تعلیم بہت سی ترقیات کا موجب ہوئی اور ہو رہی ہے۔ ایک بہت بڑا احسان آپؐ کا یہ ہے کہ آپؐ نے دنیا کے سامنے عبادت کا ایک ایسا طریق پیش کیا جس پر کاربند ہونے سے انسان یقینی طور پر اور کم تر عرصہ میں اپنے خالق و مالک تک پہنچ سکتا ہے۔ ایک احسان آپؐ کا یہ ہے۔ کہ آپؐ نے دنیا کے سامنے اخلاق کا سچا فلسفہ پیش کیا۔ اور خدا کی ازلی ابدی صفات کا نقشہ بیان کرکے اس بات کو ثابت کیا کہ انسان کی اخلاقی اصلاح بغیر اسکے ممکن نہیں۔ کہ وہ اپنے آپکو صفات الٰہی میں رنگین کرے۔ آپؐ کے احسانات صرف نسل انسانی تک محدود نہیں۔ بلکہ آپؐ نے جانوروں کے آرام کیلئے اور انکو تکالیف سے بچانے کیلئے بھی ضروری تعلیمات دیں۔ مثلاً ان سے مناسب حد تک کام لینے کی۔ زیادہ حس والے مقام پر داغ لگانے سے منع کرکے۔ جانوروں کو کھانے پلانے کو جنت کا مستحق بنانیوالے اعمال میں شامل کرکے اور انکو دکھ دینے کو عذاب کا مستحق فعل قرار دیکر۔

وہ احسانات جو دنیا کی مادی ترقی کے ساتھ تعلق رکھتے ہیں آپؐ نے تمام قوموں کے رسولوں کی صداقت کو تسلیم کیا۔ اور سب سے پہلے دنیا میں اس اصل کو بیان کیا۔ کہ دنیا میں کوئی قوم اور کوئی ملک ایسا نہیں جسکی طرف خدا تعالیٰ نے کوئی مصلح نہ بھیجا ہو۔ اور اس طرح آپؐ نے صلح بین الاقوام کیلئے ایک ٹھوس بنیاد قائم کردی۔ آپؐ نے عورت اور مرد کی حقیقی مساوات کو بیان کیا۔ اور مرد اور عورت کے تعلقات بہترین صورت میں قائم رکھنے کیلئے نہایت اعلیٰ تعلیم پیش کی۔ آپؐ نے جائداد اور ورثہ کے معاملہ میں عورتوں کے حقوق کو ایک وسیع بنیاد پر قائم فرمایا۔ یتامیٰ و بیوگان و مساکین کے متعلق تعلیم کو اس میدان میں دنیا کی اصلاح کیلئے بہترین ثابت کیا۔ ورثہ کا آپؐ نے ایسا قانون جاری فرمایا۔ جو افراد اور اقوام کی ترقی کیلئے بہترین ہے۔ یعنی اس میں ایسے اصول مقرر کئے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

گئے جن سے جائدادیں چند خاندانوں میں محدود نہ رہیں۔ بلکہ اموال تقسیم ہوتے رہیں: تاکہ غریب خاندانوں کو ترقی کا موقع ملتا رہے ٭ زکوٰۃ کے اصول کو قائم کرکے آپؐ نے محنت اور سرمایہ کے تعلقات کو بہترین بنیاد پر قائم کردیا۔ اور مالداروں کے مال میں مزدوروں کا حق قرار دیدیا۔ اور وہ حکومت کے ذریعہ وصول ہوکر غرباء کو واپس کردیا ٭ سُود کو ناجائز قرار دیکر نہ صرف محنت اور سرمایہ کے درمیان اصلاح کی صورت پیدا کی۔ بلکہ جنگوں کی وسعت کو روکا۔ کیونکہ سُود ہی کے ذریعے سے چند ہوشیار آدمی سارے ملک کی تجارت کو اپنے قبضہ میں کرکے دوسرے لوگوں کے لئے ترقی کا میدان تنگ کردیتے ہیں۔ اور سُود ہی پر روپیہ ملنے کے بھروسہ پر حکومتیں جنگ کو لمبا کرتی ہیں آپؐ سب سے پہلے شخص تھے۔ جنہوں نے انسانی آزادی کے قانون کو تسلیم کیا۔ اور غلامی کے طریق کو بند کیا حتیٰ کہ باپ کو اختیار نہ دیا۔ کہ وہ اپنے بیٹے کو فروخت کرے ٭ شراب اور جوئے کو حرام کرکے دنیا سے بہت سی خرابیوں کا سدّباب کیا ٭ آپؐ نے ایمانیات کے معاملہ میں یہ اصول قرار دیا۔ کہ کسی قسم کا جبر و اکراہ نہیں ہونا چاہیئے۔ بلکہ ہر شخص اس معاملہ میں آزاد ہونا چاہیئے۔ کہ وہ دلائل اور براہین کے ساتھ جس مذہب کو بہترین سمجھے اختیار کرے۔ آپؐ نے حقیقی مساوات کو قائم کیا۔ اور ناواجب امتیازات قومی و ملکی و تمدّنی کو مٹا کر سب بنی نوع انسان کیلئے ایک ترقی کا دروازہ کھولدیا۔ ٭ آپؐ نے تعلیم و تربیت نسواں پر خاص طور پر زور دیا۔ اور فرمایا کہ جو شخص اپنی لڑکیوں کی تعلیم و تربیت کی طرف خاص توجہ کریگا۔ وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے خاص انعام و اکرام کا حقدار ہوگا۔

وہ احسانات جو دنیا کی علمی ترقی کے ساتھ تعلق رکھتے ہیں

آپؐ نے خدا تعالیٰ کے فعل یعنی سائنس کو مذہب میں شامل کرکے اور صحیفہ فطرت کی طرف توجہ دلا کر مذہب اور سائنس میں صلح کرائی اور مذہب جو پہلے علمی ترقی کے راستہ میں روک ہوتا تھا۔ انہیں ایک دوسرے کا ممد بنا کر علمی ترقی کے لئے راستہ کھول دیا ٭ آپؐ نے جو دعویٰ بھی پیش کیا۔ اور جو تعلیم بھی سکھائی۔ اس کے ساتھ اس کی دلیل اور حکمت بھی بتائی۔ اور اس طرح لوگوں کے لئے آسان کردیا۔ کہ وہ اپنی عقلوں سے کام لیتے ہوئے مذہب کو تسلیم کریں۔ آپؐ نے اپنی تعلیمات میں دنیا کو توہمات سے نجات دی۔ اور ہر بات کی علمی بنیاد تلاش کرنے کی طرف توجہ دلائی ٭

حضورؐ کی قربانیاں

عزّت کی قربانی آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلّم جب مکّہ میں تشریف رکھتے تھے۔ تو آپؐ کو جادوگر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ان کو الہامی مانا ہے اسلئے ہم بھی اس مجموعہ (عہد جدید) کو الہامی سمجھتے ہیں۔ تو اسکے متعلق پادری ڈبلو صاحب کا مندرجہ ذیل بیان پڑھ لیجئے جو اس کی زور دار تکذیب کرتا ہے۔ لکھتے ہیں کہ:۔

"انجیل کے لکھنے والے یسوع مسیح کے اقوال کو یونانی میں لکھتے ہیں۔ حالانکہ وہ غالباً ارامی زبان میں گفتگو کرتا تھا۔ نہ ہی یہ اغلب ہے کہ ان کاتبوں کا کبھی یہ خیال تھا کہ ان کی تحریریں ابتدائی کلیساؤں سے آگے جائینگی۔ جن سے وہ خود آشنا تھے۔ یہی حال پولوس کی تحریروں کا ہے۔ اسکے خطوط جن کی اب اسقدر عزت کی جاتی ہے وہ اصل میں صرف انہی کلیساؤں کے لئے لکھے گئے تھے جنکے نام وہ تھے۔ جنہوں نے ان کو پہلے نقل کیا وہ ہرگز ان کو ان معنوں میں پاک نوشتے نہ سمجھتے تھے جن معنوں میں ہم سمجھتے ہیں"

(پادری ڈملو کی تفسیر بائیبل انگریزی)

اور اگر تھوڑی دیر کے لئے مان بھی لیں کہ پہلے زمانہ کے مسیحی بزرگوں نے ان صحائف کو الہامی مان لیا تھا۔ (حالانکہ یہ درست نہیں) تو اسپر یہ سوال ہوگا کہ ایسا ماننے والے (خواہ رسولوں کے شاگرد ہوں یا کلیساؤں کے ارکان) ملہم تھے؟ اور کیا خدا نے انپر القا کیا تھا کہ وہ انہیں الہامی سمجھیں؟ اگر ممبران کلیسا صاحب الہام تھے تو اس کا ثبوت دیجئے اور اگر وہ ملہم نہ تھے تو پھر ہم پراسٹنٹ فرقہ کے بانی جناب لوتھر کے لفظوں میں کہینگے کہ:۔

"کلیساء کو یہ اختیار نہیں ہے کہ کسی کتاب کو وہ اختیار یا طاقت دے جو اس میں آگے موجود نہیں ہے۔ کوئی کونسل کسی کتاب کو جو اپنی ذات میں الہامی نہیں ہے۔ الہامی نوشتہ نہیں قرار دے سکتی" (تحقیق بائیبل مطبوعہ پنجاب ریلجس بک سوسائٹی لاہور صفحہ ۲۵)

پانچواں سوال

جب بقول پادری گیرڈنر صاحب عہد جدید کے صحیفے الہامی ہونے کے مدعی نہیں اور نہ ہی بقول مارٹن لوتھر محض کلیسا کے کہدینے سے کسی صحیفہ کو الہامی مانا جا سکتا ہے تو ایسی حالت میں اور کونسی کسوٹی یا معیار ہو سکتا ہے جسکے ذریعہ ان کا الہامی یا غیر الہامی ہونا پرکھا جائے؟

اگر کہا جائے کہ پادری گیرڈنر صاحب کا یہ بیان صحیح نہیں بلکہ صحیح بیان وہ ہے جو پادری غلام مسیح صاحب نے بایں الفاظ دیا کہ:۔

"انجیل کے صحائف میں ایک صحیفہ ایسا نہیں جو بغیر الہام پانے کے اسکے مصنفوں نے لکھا ہو۔ وہ اپنے کشف و الہام کا خود ذکر کرتے ہیں" (ہماری بائیبل اور مسلم علماء صفحہ ۶۳)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بیدین۔ پاگل کہا جاتا تھا۔ اور طرح طرح کے ٹھٹھے کیئے جاتے تھے۔ اور گالیاں دی جاتی تھیں۔ اور آپؐ کے پیچھے بازاری لونڈے لگا دیئے جاتے تھے۔

ایک دفعہ آپؐ حرم میں نماز پڑھ رہے تھے۔ ابوجہل کے اشارہ سے عُقبہ بن ابی معیط نے اونٹ کی نجاست سے بھری ہوئی اوجھڑی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی گردن پر لاکر ڈالدی۔ اور سارے رؤساء قریش جو وہاں جمع تھے۔ آپؐ پر مضحکہ اُڑانے لگے۔

اسی عقبہ بن ابی معیط نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے گلے میں ایک دفعہ جبکہ آپؐ نماز پڑھ رہے تھے۔ چادر ڈالکر اس زور سے کھینچا۔ کہ آپؐ گھٹنوں کے بل گر پڑے۔

ایک دفعہ آپ راستہ میں گذر رہے تھے کہ ایک بدبخت نے آپؐ کے سر مبارک پر خاک ڈالدی۔ آپؐ گھر پر تشریف لائے۔ تو حضرت فاطمہؓ نے آپؐ کا سر دھویا۔

ایک مرتبہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم اہل مکّہ سے نااُمید ہوکر تبلیغ کی غرض سے طائف تشریف لے گئے۔ اور وہاں کے رؤساء عبد یالیل اور اس کے دو بھائیوں کو دعوت اسلام کی۔ انہوں نے آپؐ کی دعوت کو نہ سُنا۔ اور آپؐ کو تمسخر آمیز جواب دیئے۔ اور آپؐ کے پیچھے طائف کے بازاری اور اوباش لڑکے لگا دیئے۔ جو آپؐ کو گالیاں دیتے اور پتّھر سے مارتے تھے۔

جان کی قربانی

ابوجہل کہتا تھا کہ موقعہ ملنے پر محمدؐ کی گردن مروڑ دوں گا۔

عُقبہ بن ابی معیط نے ایک دفعہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے گلے میں اس نیت سے چادر کا پھندا ڈالا۔ کہ آپؐ کو مار ڈالے۔ مگر اتفاق سے حضرت ابوبکرؓ موقع پر پُہنچ گئے۔

اسلام لانے سے پہلے ایک مرتبہ حضرت عمرؓ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے قتل کا ارادہ کرکے گھر سے تلوار لیکر نکلے۔ گو دربار نبوی میں پُہنچنے سے پہلے ایمان لے آئے۔

جب آپؐ مکّہ سے نکل آئے۔ اور باوجود تلاش کے نہ مل سکے۔ تو قریش نے اشتہار دیا کہ جو شخص محمدؐ (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم) کا سر کاٹ کر لائیگا۔ اسکو سَو اونٹ انعام دیئے جائینگے۔ سراقہ بن جعشم اس غرض سے گھوڑے پر سوار ہوکر نکلا۔ لیکن خدا نے اسکو ناکام رکھا۔

غزوہ بدر کے بعد عُمیر بن وہب ایک قریشی مکّہ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے قتل کرنے کیلئے بھیجا گیا۔ گو اسکا وار نہ چلا۔ بلکہ آکر مسلمان ہو گیا۔

خیبر میں ایک یہودیہ نے آپؐ کو قتل کرنیکے لئے زہر دیا۔

ایران کے بادشاہ خسرو پرویز نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے تبلیغی خط پر ناراض ہوکر گورنر یمن

Digitized by Khilafat Library Rabwah

باذان نام کو فرمان بھیجا کہ عرب کے نئے مُدّعی نبوّت کو پکڑ کر میرے پاس بھیجدو۔ چنانچہ اس کے فرمان کے مطابق گورنر یمن نے مدینہ منوّرہ دو آدمی بھیجدیئے۔ جنہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم کو اپنے ساتھ چلنے کے لئے عرض کیا۔ اور کہا کہ اگر آپ اس حکم کی تعمیل نہ کرینگے تو بادشاہ ایران آپکو اور آپکے ملک کو تباہ کردیگا۔ حضورؐ نے فرمایا تم واپس چلے جاؤ۔ اور جاکر کہدو کہ اسلام کی حکومت کسریٰ کے پایہ تخت تک پہنچیگی۔

ایک غزوہ سے واپسی پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم ایک درخت کے نیچے لیٹے تھے۔ آپؐ کی تلوار اس درخت کے ساتھ لٹکی تھی۔ اچانک ایک بدّو آیا۔ اور اس نے آپؐ کی تلوار اُتار کر نیام سے باہر نکالی اتنے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم بیدار ہو گئے۔ اور اس بدّو نے پوچھا اے محمدؐ اب تم کو مجھ سے کون بچاسکتا ہے۔ فرمایا:۔ اللہ۔

ایک دفعہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم بنو نضیر کے پاس کسی معاملہ کے تعلّق سے تشریف لے گئے۔ اور دیوار کے سایہ میں کھڑے ہوئے۔ بنو نضیر نے اپنی خفیہ سازش کے ماتحت ایک یہودی عمرو بن مجاش کو کوٹھے پر چڑھایا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم پر اوپر سے پتھر گرادے۔ مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم کو انکی سازش کا علم ہوگیا اور آپؐ واپس تشریف لے آئے۔

وجاہت کی قربانی آپؐ کا خاندان معزز تھا۔ آپؐ قوم میں امین کے نام سے پکارے جاتے تھے مگر آپؐنے حق کی خاطر خاندانی اور ذاتی وجاہت کو قربان کردیا اور ساری قوم اور سارے ملک کو اپنا دشمن بنالیا۔

قریش نے آپؐکے سامنے حکومت اور دولت پیش کی مگر آپؐنے اس کی بھی پروا نہ کی۔

آپؐ کی دو بیٹیوں رُقیہؓ اور اُم کلثومؓ کو ابولہب نے اپنے دونو بیٹوں عتبہ و عتیبہ سے طلاق دلوادی۔ آپؐ کی صاحبزادی زینبؓ کی شادی بعثت سے پہلے ابو العاص بن ربیع سے ہوئی تھی انکے مشرک ہونے کی وجہ سے اپنی صاحبزادی کو آنحضرت صلعم ہجرت کے وقت ساتھ نہ لے جاسکے۔

مدینہ میں ازواج مطہرات کیلئے جو مکانات بنوائے۔ وہ کچے تھے۔ جہاں راتوں کو اکثر چراغ نہیں جلتے تھے اور ازواج مطہرات کے پاس ایک ایک جوڑے کے سوا اور کپڑے نہ تھے۔

مسجد قبا اور مسجد نبویؐ کی تعمیر کے وقت خود ساتھ مزدوری کرتے تھے۔ حضرت فاطمہؓ چکّی پیستی تھیں۔ جس سے ان کے ہاتھوں میں نیل پڑ گئے تھے۔ حضرت فاطمہؓ کی شادی میں ایک چارپائی اور ایک بستر اور ایک مشک اور دو چکّیاں جہیز میں دیں۔ وفات کے وقت آپؐ کی زرہ ایک یہودی کے پاس تین صاع جو میں گرو تھی۔ جن کپڑوں میں آپؐنے وفات پائی۔ ان میں پیوند لگے تھے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

جذبات و احساسات کی قربانی

ابوحذیفہ بن الیمان اور ابوحسیل دو صحابی جنگ بدر کے موقعہ پر مکہ سے مدینہ کو آرہے تھے۔ راستہ میں کافروں نے ان کو روکا کہ تم محمد (صلعم) کی مدد کرنے جارہے ہو۔ انہوں نے انکار کیا۔ جب وہ دونو صحابی آنحضرت صلعم کے پاس آئے تو یہ واقعہ بیان کیا۔ حضورؐ نے فرمایا۔ جب تم نے جنگ میں نہ شامل ہونے کا وعدہ کیا ہے تو اس عہد کو پورا کرو۔

قریش نے ابو رافع ایک غلام کو اپنا قاصد بنا کر آنحضرت صلعم کی خدمت میں روانہ کیا۔ جب وہ مدینہ آئے تو مسلمان ہوگئے۔ ان کا ارادہ ہوا۔ اب لوٹ کر نہ جائیں۔ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم قاصد ہو۔ قاصد کو روکنا عہد شکنی ہے اس وقت واپس جاؤ۔

مکہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بعثت کے بعد ایک دفعہ سخت قحط پڑا۔ لوگ ہڈی اور مردار کھانے لگے۔ ابوسفیان حاضر ہوئے۔ کہ محمدؐ تیری قوم ہلاک ہو رہی ہے۔ حضورؐ نے دعا کے لئے ہاتھ اٹھائے۔ اور خدا نے اپنے فضل سے وہ قحط دور کردیا۔ حالانکہ یہ سب آپکے دشمن تھے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب طائف میں عبد یالیل وغیرہ کو دعوت اسلام کرنے کی غرض سے تشریف لے گئے۔ اور وہاں کے بدمعاشوں نے آپ کو گالیاں دیکر اور پتھروں سے بری طرح لہولہان کرکے واپس کیا تو فرشتۂ غیب نے پوچھا۔ اگر حکم ہو تو ان پر پہاڑ الٹ دیا جائے۔ حضورؐ نے فرمایا۔ شائد آئندہ ان کی نسل سے خدا کے پرستار پیدا ہو جائیں۔

جنگ احد میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دندان مبارک کو شہید کیا گیا۔ پیشانی مبارک خون آلودہ ہوگئی دشمنوں کی طرف سے سخت حملہ تھا مگر فرمایا۔ رب اغفر قومی فانھم لا یعلمون۔ اے خدا اس قوم کو معاف کر یہ بیخبر ہیں۔

حضرت حمزہؓ جو حضورؐ کے چچا تھے جنگ احد میں مکہ کے ایک حبشی غلام نے جس کا نام وحشی تھا۔ ان کو قتل کر دیا تھا۔ فتح مکہ کے بعد وہ بھاگ کر طائف چلے گئے۔ جب طائف والوں نے اسلام قبول کرلیا تو یہ بھی آکر مسلمان ہوگئے۔ حضورؐ نے ان سے تعرض نہ فرمایا ٭

مندرجہ بالا ہر سہ مضامین پر ۱۷ جون سنہ ۱۹۲۸ء کو تمام ہندوستان میں کم از کم ایک ہزار لیکچرار کے لیکچر زیر اہتمام جماعت احمدیہ ہونگے۔ احباب کرام کی خدمت میں تاکیداً عرض ہے کہ اس کام میں حصہ لیکر ثواب حاصل کریں ٭

(مینیجر ریویو)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ایک سوال کا جواب

سوال۔ آپ کے ریویو نمبر ۲ جلد ۲۷ میں ۳۵ صفحہ پر ایک ایسی بات چھپی ہے جو قابل اعتراض ہے وہ یہ کہ جنت میں "اس جگہ کے تعلقات کے لحاظ سے ایک بیوی خواہ پانچ مردوں سے تعلق رکھے" یہ ہی ٹریکٹ میں بھی چھپا ہے۔ کیا اس جواب کی سند یا استنباطی آیت یا حدیث آپ کے پاس موجود ہے؟ جو آپ نے ایسا جواب دیا۔ یہ سوال آنحضرتؐ کے سامنے بھی پیش ہوا تھا۔ کیا وہ جواب یا ایسا کوئی جواب جو کسی قرآنی آیت سے مستنبط ہو کافی نہیں تھا۔ کیا آپ مجھے بتا سکتے ہیں کہ یہ جواب آپ نے کہاں سے لیا ہے۔ پانچ کا لفظ کیوں لکھا بلکہ لکھا ہوتا کہ ہر عورت ہر مرد سے تعلق رکھیگی۔ پھر اگر روحانی تعلقات ہی وہاں ہونگے اور مخصوص زناشوئی تعلقات کا کوئی رنگ نہ ہوگا تو عورت مرد کی وہاں ضرورت ہی کیا ہے سب مرد ہی ہوں اور سب کی آپس میں روحانی محبت ہو۔ میاں بیوی کے ذکر کی ضرورت ہی کیا تھی۔

جواب:۔ قرآن شریف میں اللہ تعالیٰ نے متعدد مقامات میں فرمایا ہے۔ کہ وہاں کی چیزیں اس جہان کی ہر چیز سے علیحدہ ہیں۔ مخصوص تعلقات زن و شوہر کے دنیا کے بتائے جاتے ہیں۔ وہ وہاں نہیں ہو سکتے۔ قرآن شریف سے ثابت ہے کہ اگلے جہان میں نماز۔ روزے ثمرات کی شکل میں متشکل ہونگے۔ تو جب وہاں کے میوے یہاں کی نماز۔ روزے ہیں۔ تو یہ خیال کہ وہاں کا جماع یہاں کے جماع جیسا ہوگا۔ درست نہیں باقی رہا یہ کہ پانچ مردوں سے تعلق کو محدود دیکھا گیا ہے۔ یہ الفاظ صرف اس خیال کو مدِنظر رکھ کر کہے گئے ہیں کہ شریعت نے چار تک بیویاں کرنیکی اجازت دی ہے۔ وسعت تعلقات کی وجہ سے ایسا کہا گیا ہے نہ کہ تعداد پانچ کے لحاظ سے۔ باقی رہا یہ امر کہ وہاں کے تعلقات جب اور قسم کے ہونگے۔ تو کیوں نہیں کہدیا۔ کہ ہر مرد و عورت کا آپس میں تعلق ہوگا۔ اس کا جواب یہ ہے۔ کہ ایک قسم کے مخصوص تعلقات بھی وہاں ہونگے۔ جیسا کہ یہ امر قرآن شریف کی متعدد آیات سے ثابت ہے۔ وہاں بھی ایک قسم کے زوج کا تعلق ہوگا۔ پس جسطرح اس عقیدہ سے کہ نماز۔ روزے اگلے جہاں میں پھلوں کی شکل میں متشکل ہو جائینگے۔ یہ اعتراض نہیں پڑ سکتا۔ کہ جب نمازوں نے پھلوں کی شکل اختیار کرنی ہے۔ تو پھلوں کی ضرورت کیا ہے اسی طرح یہ بھی نہیں کہا جا سکتا۔ کہ جب وہاں کے تعلقات اور قسم کے ہونگے۔ تو پھر میاں بیوی کے تعلقات کی کیا ضرورت۔ ایک خاص لحاظ سے ایسا کہا جا سکتا ہے۔ اشتراک انعامات کے لحاظ سے۔ میاں بیوی کی قسم کے تعلقات بھی ہونگے۔ باپ کے تعلقات بھی ہونگے۔ بھائیوں کے تعلقات بھی ہونگے۔ بچوں کے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

میں بھی شریک ہونگے۔ یہ ہو نہیں سکتا۔ کہ ایک عورت مرد کے نیک و بد کاموں میں تو شریک ہے۔ لیکن ان مجموعی کاموں کی جزا کے وقت وہ حصہ دار نہ ہو۔ پس اس اشتراک کو مدِّ نظر رکھتے ہوئے زوجیت کے تعلّقات کا جاری رہنا نہایت ضروری ہے۔ لیکن اس میں بھی کوئی شبہ نہیں۔ کہ زوجیت وہاں کی اس قسم کی ہوگی۔ جس طرح نماز۔ روزے اس جہاں کے اگلے جہان میں پھلوں کی شکل میں متشکل ہونگے۔ پھر جیسے نمازوں۔ کے پھلوں کی شکل میں متشکل ہونے پر یہ اعتراض نہیں ہو سکتا۔ کہ پھلوں کی کیا ضرورت ہے ایسے ہی یہ بھی نہیں کہہ سکتے۔ کہ جب وہاں کے تعلّقات اور قسم کے ہونگے۔ تو پھر میاں بیوی کے تعلّقات کی کیا ضرورت ◆

طبّی باتیں

اس سُرخی کے ماتحت ایسی ضروری اور مفید باتیں درج کی جایا کرینگی۔ جن سے عام لوگ ضرورت کے وقت فائدہ حاصل کر سکیں۔ بعض اوقات ایسا ہوتا ہے کہ گھر میں کوئی بیمار ہو جاتا ہے اور وہ جگہ ایسی ہوتی ہے کہ وہاں کوئی ڈاکٹر یا حکیم نہیں ہوتا ایسے وقت میں یہ باتیں فائدہ دینگی۔ چونکہ اب گرمی کا موسم ہے۔ اس موسم میں آنکھوں کی تکلیف عام طور پر ہو جاتی ہے۔ لہٰذا پہلے اسی کا ذکر کرتا ہوں:۔

آنکھ دُکھنا یا آنکھ آنا

اس مرض کو طب کی کتابوں میں "رمد" اور "آشوب چشم" کہتے ہیں۔

علامات:۔ اس مرض میں آنکھ کا سفید حصّہ سُرخ ہو جاتا ہے۔ پانی جاری رہتا ہے۔ درد ہوتا ہے جسکو پنجابی میں رڑک کہتے ہیں۔ پانی ابتدا میں تو پتلا نکلتا ہے لیکن بعد میں قدرے گاڑھا ہو جاتا ہے۔ جو خشک ہو کر چیپڑ بن جاتا ہے۔ جسکو پنجابی میں گِدّ کہتے ہیں۔ عموماً قبض ہو جاتا ہے۔

اسباب:۔ سر کو یا آنکھوں کو سخت دُھوپ سے گرمی پہنچنا۔ آنکھ میں گرد و غبار یا ریت کے ذرّے یا دُھواں پڑنا۔ بعض دفعہ جب آدمی ریل گاڑی میں سفر کرتا ہے تو گاڑی سے باہر منہ نکالتا ہے۔ انجن کے دُھوئیں میں پتھر کے کوئلے کے چھوٹے چھوٹے ذرّے ہوتے ہیں جو آنکھ میں پڑ کر سخت تکلیف کا باعث ہوتے ہیں۔ کبھی زیادہ سرد ہوا کے لگنے سے بھی یہ مرض ہو جاتا ہے۔ برفانی علاقوں میں جب دُھوپ کے وقت برف کی طرف دیر تک نظر جمی رہے تو بھی یہ مرض ہو جاتا ہے۔ اسی طرح جس علاقہ میں دُور تک ریت کے ڈھیر چلے جاتے ہیں اور کوئی سبزی وغیرہ نظر نہیں آتی ریت

Digitized by Khilafat Library Rabwah

دھوپ میں خوب چمکتی ہے۔ ایسی ریت پر دیر تک نظر جمائے رکھنا بھی مرض کا سبب ہوتا ہے۔ زکام و نزلہ کے سبب سے بھی یہ تکلیف ہو جاتی ہے۔ جب چھوٹے بچے دانت نکالتے ہیں تو عموماً یہ مرض ہو جاتا ہے خاصکر موسم گرما میں۔ اس مرض کے اور بھی اسباب ہیں مگر یہاں ان کے بیان کرنے کی چنداں ضرورت نہیں ہے۔

کیفیت مرض:- در اصل تو اس مرض کا ایک ہی سبب ہوتا ہے اور وہ یہ ہے۔ کہ آنکھ کے پردوں میں دورانِ خون تیز ہو جاتا ہے۔ اور چونکہ آنکھ ایک نازک عضو ہے لہٰذا خون کی تیزی کی برداشت نہیں کر سکتی۔ اور چونکہ ان پردوں میں اعصاب (پٹھے۔ نروز) حسی بکثرت ہیں۔ لہٰذا خون کی تیزی سخت تکلیف کا باعث ہوتی ہے۔ اور دورانِ خون کو تیز کرنے والے اسباب بہت ہیں۔ اُن میں سے ضروری اسباب کا اوپر ذکر کر دیا ہے۔

علاج (۱) پہلے اسکے کہ کسی دوا کے ساتھ علاج کیا جائے۔ ضروری ہے کہ ان اسباب سے پرہیز کیا جائے جنکی وجہ سے آشوب چشم ہوا ہے۔ علاوہ ازیں گوشت۔ چائے۔ تمباکو۔ تیل کی بنی ہوئی چیز۔ سرخ مرچ۔ بینگن۔ کریلے۔ پیاز۔ لہسن۔ وغیرہ گرم اور محرک اشیاء سے پرہیز کیا جائے۔ باقاعدہ غسل کیا جائے اگر مرض کا ابتداء ہے تو سرد آب سے اور اگر پانچ روز گذر چکے ہیں تو گرم آب سے کریں۔ لباس گندہ میل والا نہ استعمال کریں۔ ابتداء مرض میں دودھ۔ لسی۔ دہی اور اچار۔ شیرینی وغیرہ اشیاء جن سے نزلہ پیدا ہوتا ہے نہ کھائیں۔ بھونے ہوئے دانے نہ چبائیں۔ قابض چیزوں سے بچیں۔ غذا زم زود ہضم کھائیں۔

(۲) دوا کے ساتھ علاج۔ اگر قبض ہو تو پہلے اسکو رفع کریں: بچوں کو کیسٹر آئل دیں اور بڑوں کو اطریفل زمانی یا مگنیشیا سلفاس جسکو عام لوگ سالٹ یا ولایتی نمک کہتے ہیں۔ یا سنا مکی کا جوشاندہ دیں یا صبر کی گولی یا عصارہ ریوند کی گولی دیں۔

مقدار خوراک ایک سال کے بچے کو ۶ ماشہ سے ۹ ماشہ تک اور بعض صورتوں میں تولہ تک کیسٹر آئل دے سکتے ہیں۔ ڈیڑھ سال کے لئے ڈیڑھ تولہ دو سال کے لئے دو تولہ تک دیں۔ علیٰ ہٰذا القیاس زیادہ عمر کے لئے قدرے زیادہ کرتے جائیں۔ قدرے دودھ میں کیسٹر آئل ملا کر قدرے کھانڈ ڈالدیں۔ پھر نیم گرم پلادیں۔

اوسط درجہ کے آدمی کو اطریفل زمانی ۹ ماشہ سے تولہ تک رات کے وقت بعد از غذا کھلادیں۔ مگنیشیا سلفاس ڈیڑھ تولہ سے تین تولہ تک صبح خالی پیٹ پانی میں گھول کر پلادیں۔

سنا مکی ۹ ماشہ سے تولہ تک پانی میں پکا کر مل چھان کر قدرے کھانڈ ڈال کر صبح خالی پیٹ پلادیں۔

صبر کی گولی یا عصارہ ریوند کی گولی۔ ایک سے دو تک رات کو سوتے وقت کھلائیں۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

نوٹ:۔ جسکو بواسیر ہو وہ سناگی کے جوشاندہ سے قبض کشائی کرے۔ دیگر ادویہ سے پرہیز کرے۔

(۳) آنکھوں کو چیپڑ وغیرہ مواد سے پاک صاف رکھیں۔ ابتدائے مرض میں سرد آب سر میں ڈالیں۔ باربار آنکھیں سرد آب سے دھوئیں۔ سر پر صندل یا دھنیا سرد پانی میں گھسکر لیپ کریں۔ عمدہ صاف رسونت عرق گلاب میں حل کرکے آنکھ کے اندر بھی ڈالیں اور پپوٹوں پر لیپ بھی کر دیں۔ ہلدی کی گرہ سرد آب میں گھس کر پپوٹوں پر لیپ کریں۔ عمدہ عرق گلاب یا عرق سونف ۲ تولہ سفید پھٹکڑی ۲ سے ۲ رتی تک حل کرکے صاف شیشی میں محفوظ رکھیں دو دو تین تین قطرے ہر گھنٹے کے بعد آنکھ میں ڈالیں۔ ایک دن میں آرام ہو جائیگا انشاء اللہ
اسی طرح مذکورہ بالا عرقوں میں زنک سلفاس جو ایک ڈاکٹری دوا ہے۔ پھٹکڑی سے نصف وزن یا نصف سے بھی کم حل کرکے بدستور آنکھ میں ڈالیں۔ انشاء اللہ ایک دن میں آرام ہوگا۔ اگر عرق نہ ملیں تو صاف پانی میں بدستور مذکور حل کرلیں۔ سبز سونف کا یا سوئے کا پانی نکال کر آنکھ میں ڈالیں

اگر پانچ روز سے زیادہ گذر جائیں تو پھر سرد آب نہیں بلکہ گرم آب سے آنکھ کو دھوئیں۔ گرم آب سے غسل کریں۔ گرم پانی کی بھاپ پر آنکھیں رکھیں۔ پودینہ یا جنگلی نہری پودینہ۔ یا سونف جوش کئے پانی میں پکا کر ہانڈی کا منہ کھول کر اوپر آنکھیں رکھیں تاکہ بھاپ پہنچے۔ نیز مذکورہ بالا تمام علاج کام میں لائیں صرف اسوقت سرد پانی کی جگہ گرم پانی استعمال کریں۔ ایک تولہ چاکسو کا سفوف بنا کر ایک صاف شیشی میں ڈالکر اوپر گرم گرم کھولتا ہوا ایک چھٹانک پانی ڈالکر منہ بند کرکے چھ گھنٹے تک پڑا رہنے دیں پھر صاف کپڑے میں چھان کر اس پانی کے قطرے آنکھ میں ڈالتے رہیں۔ اسی ترکیب سے سونف کا خیساندہ بنا کر کام میں لائیں

(۴) جب درد زیادہ ہوتا ہو تو مندرجہ ذیل علاج کریں۔ کوکنار (ڈوڈا خشخاش) دو عدد پانی میں جوش دیکر آنکھوں کو بھاپ دیں۔ پھر جب پانی سرد ہو جائے تو صاف سفید دھلا ہوا کپڑا بھگو بھگو کر آنکھوں پر ٹکور کریں۔

عمدہ افیون ایک رتی عرق گلاب یا سونف یا صاف پانی چند قطرے میں حل کرکے دونوں آنکھوں میں ڈالیں۔ لیکن دن میں صرف دو بار ڈال سکتے ہیں۔ اس سے زیادہ استعمال نہیں کرنی چاہیئے۔
کنپٹیوں پر افیون کا لیپ کر دیں۔

اگر بیس روز سے زیادہ گذر جائیں اور آرام نہ ہو تو پھر خود علاج نہ کریں۔ بلکہ کسی لائق حکیم یا ڈاکٹر سے مشورہ لیں۔

تنبیہ:۔ بعض دفعہ ایسا واقعہ ہوا ہے کہ کئی روز تک متواتر آنکھیں بند رکھی گئی ہیں۔ اور نتیجہ یہ ہوا ہے کہ آنکھ کا سیاہ پردہ گل گیا یا پھٹ گیا۔ اور ہمیشہ کیلئے اس نعمت سے ہاتھ دھونے پڑے ہیں۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

تنبیہ:- خشک دوا جاہے کتنی بھی باریک کی ہوئی ہو ہرگز دکھتی آنکھ میں نہ ڈالی جائے جب ڈالو تو پانی کی قسم کی ڈالو۔

بیاض:- جب دیر تک آشوب چشم رہے تو بعض دفعہ آنکھ میں سفید داغ پڑجاتا ہے جسکو بیاض کہتے ہیں

علاج } کھانڈ ایک تولہ میں آٹھ تولہ آب لیموں۔ایک ایک تولہ ڈالتے جائیں اور کھرل کرتے جائیں۔ جب خشک ہو جائے۔ تو آنکھ میں ڈالیں۔ اگر خشک نہ ہو بلکہ لئی کی طرح رہے تو اسی صورت میں ڈالیں۔ بہت عمدہ چیز ہے۔ قلمی شورہ باریک پیس کر ڈالیں۔ سمندر جھاگ باریک پیس کر ڈالیں ٭

(باقی دارد) والسّلام خاکسار حکیم نظام الدین از جموں

مکفوف البصر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم

(۱) حضرت سعد بن وقاصؓ۔ فاتح قادسیہ و مدائن یہ ساتویں مسلمان اور عشرہ مبشرہ میں سے ہیں۔ نیز ان چھ ارباب شوریٰ میں سے بھی جن کو حضرت عمرؓ اپنے آپ میں سے خلیفہ منتخب کرنیکے لئے نامزد فرما گئے تھے۔ یہ صحابہ کرامؓ میں خصوصیت کے ساتھ مستجاب الدعوات تھے۔ زمانہ فتنہ میں سب سے الگ رہے آخری عمر میں بصارت جاتی رہی۔ حمراء الاسد کے متصل ان کی ایک زمین تھی وہیں مکان بنا کر سکونت اختیار کی۔ ۵۵ھ میں انتقال فرمایا نعش کو لوگ مدینہ میں اٹھا لائے۔

(۲) حضرت عباس بن عبد المطلب۔ عم رسولؐ بڑھاپے میں نابینا ہو گئے تھے۔ حضرت عمرؓ نے استسقاء میں جب انکو آگے بڑھایا تھا اسوقت بھی نابینا تھے۔ ۳۲ھ میں وفات پائی۔ عمر ۸۸ سال تھی۔

(۳) عبد اللہ بن عباسؓ۔ حبر الامت۔ اپنے باپ اور دادا کی طرح بڑھاپے میں آنکھوں سے معذور ہو گئے تھے۔ امیر معاویہ انکی بہت عزت و توقیر کرتے تھے۔ ایک تو انکے عقل و علم کی وجہ سے۔ دوسرے اس سبب سے کہ ان کے باپ ابو سفیان اور انکے باپ حضرت عباسؓ میں باہم بہت محبت تھی۔ یہی وجہ تھی کہ عبد اللہ بن عباسؓ اکثر ان سے ملنے کے لئے دمشق میں جایا کرتے تھے جب یہ نابینا ہو گئے تھے اس زمانہ میں امیر معاویہ نے ایک دن کہا کہ بنی ہاشم کی بصارت پر اکثر آفت آجاتی ہے۔ بولے کہ ہاں۔ اور بنی امیہ کی بصیرت پر۔ طائف میں رہتے تھے۔ وہیں ۶۸ھ میں گذر گئے۔

(۴) عقیل بن ابی طالبؓ۔ حضرت علی کرم اللہ وجہ کے بھائی اور انساب عرب کے بڑے واقف کار تھے۔ حضرت عمرؓ نے فوج کا دفتر جن لوگوں سے مرتب کرایا تھا ان میں یہ بھی تھے۔ جنگ صفین کے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بعد اپنے بھائی کا ساتھ چھوڑ کر معاویہ کے پاس چلے گئے۔ اور وہیں رہنے لگے۔ انہوں نے مشہور کرنا شروع کیا کہ دیکھو حضرت علیؓ کے حقیقی بھائی جو انساب عرب کے سب سے بڑے عالم ہیں اگر ہم کو بہتر نہ سمجھتے تو انکو چھوڑ کر کیوں ہمارے پاس آتے۔ عقیل کو جب یہ خبر ملی تو کہا کہ بے شک۔ لیکن صرف دنیاوی لحاظ سے۔

ایک روز امیر معاویہ نے اپنے درباریوں سے کہا کہ سورۂ تبت میں ابولہب کا نام جو آیا ہے اسکو تم لوگ جانتے ہو کہ کون تھا؟ شامیوں نے کہا کہ نہیں عقیل کی طرف اشارہ کر کے کہا کہ انکا چچا تھا۔

حضرت عقیل نے ان لوگوں سے کہا کہ اسی سورۃ میں ابولہب کی بیوی جس کو حمالۃ الحطب کا خطاب دیا گیا ہے جانتے ہو کہ کون تھی؟ لوگ بولے نہیں۔ کہا کہ وہ معاویہ کی پھوپھی ام جمیل بنت حرب تھی۔ ۵۰ھ کے حدود میں وفات پائی۔

(۵) **عبداللہ بن عمر بن خطابؓ**۔ علماء اور اتقیاء صحابہ میں سے ہیں۔ باپ کے ساتھ ہجرت کر کے مدینہ آئے تھے۔ جنگ بدر اور احد میں کمسنی کی وجہ سے شرکت کی اجازت نہ پائی اور راستہ سے واپس کر دیئے گئے۔ اسکے بعد سے تمام مشاہد میں شریک رہے۔ فتح مصر میں بھی شامل تھے اور جنگ ایران میں بھی۔

بعض مورخوں نے لکھا ہے کہ سب سے پہلے بیعت رضوان میں انہوں نے ہی سبقت کی تھی لیکن صحیح یہ ہے کہ وہ ابوسنان اسدی تھے۔

زمانہ فتنہ میں بالکل الگ رہے نہ حضرت علیؓ کا ساتھ دیا نہ معاویہ کا۔ کبر سنی میں آنکھوں نے جواب دیدیا تھا۔ ۷۳ھ میں محاصرۂ مکّہ کے زمانہ میں حجاج بن یوسف ثقفی کے کسی سپاہی کا نیزہ ان کے پاؤں میں لگ گیا۔ اس زخم سے جانبر نہ ہو سکے۔ حجاج بھی عیادت کے لئے حاضر ہُوا۔ اور پوچھا کہ کس نے مارا۔ بولے کہ اس نے جس نے حدود حرم میں لوگوں کو اسلحہ رکھنے کی اجازت دی۔

(۶) **ابوسفیان صخر بن حربؓ**۔ امیر معاویہ کے والد۔ فتح مکّہ میں مسلمان ہوئے۔ طائف غزوہ میں آنحضرت صلعم کے ہم رکاب تھے اس میں ایک آنکھ تیر سے زخمی ہوئی۔ دوسری معرکۂ یرموک میں شہید ہوئی جبکہ یہ اپنے بیٹے یزید کے علم کے نیچے جہاد کر رہے تھے۔ مدینہ میں ۳۲ھ میں وفات پائی۔

(۷) **ابوقحافہؓ** حضرت ابوبکرؓ کے والد۔ فتح مکّہ میں مسلمان ہوئے تھے۔ خلیفہ اوّلؓ کی یہ خصوصیت یہاں ذکر کے قابل ہے کہ انکی چار پشتیں صحابی ہیں۔ وہ خود۔ انکے باپ۔ اور انکے بیٹے عبدالرحمٰن اور پوتے محمد بن عبدالرحمٰن اسلام لانیکے وقت ابوقحافہ کی بصارت جا چکی تھی اور تمام بال سفید ہو چکے تھے۔ تاہم وہ حضرت ابوبکرؓ کے انتقال کے وقت تک زندہ تھے۔ انکے ترکہ میں سے ایک سدس انکو بھی ملا تھا جسکو انکی اولاد پر مسترد کر دیا۔ ۱۴ھ میں انتقال کیا۔ عمر ۹۷ سال کی تھی۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

(۸) **حسان بن ثابت انصاری خزرجیؓ**۔ شاعر دربار نبویؐ۔ بڑی عمر پائی۔ ساٹھ سال جاہلیت میں گذارے اور اسیقدر اسلام میں۔ سنہ ۵۴ھ میں وفات ہوئی۔ یہی انکی خاندانی عمر تھی۔ امام ذہبی نے لکھا ہے کہ باپ اور دادا ہر ایک نے اسیقدر طویل عمریں پائی تھیں۔

جب بڑھاپے میں بینائی سے معذور ہو گئے تھے کبھی کبھی حضرت عائشہؓ کی خدمت میں حاضر ہو کر اپنے اشعار سناتے۔ کسی نے کہا کہ ام المومنینؓ! یہ تو ان لوگوں میں سے ہیں جنہوں نے آپ پر تہمت تراشی تھی اور جنکی نسبت قرآن میں ہے کہ انکے لئے بڑا عذاب ہے انکو کیوں یہاں آنیکی اجازت دیتی ہیں!!

حضرت عائشہؓ نے فرمایا کہ نابینائی سے بڑھکر کونسا عذاب ہوگا۔

لیکن اصلیت یہ ہے کہ قرآن میں عذاب کی وعید اسکے لئے ہے جو اس تہمت کا بانی تھا۔ (والذی تولّٰی کبرہ منھم لہ عذاب عظیم) اور رأس المنافقین عبداللہ بن سلول تھا۔ چنانچہ جو جو اس تہمت میں شریک تھے انکو اللہ تعالیٰ نے توبہ کی توفیق بخشی لیکن نہ بخشی تو ابن سلول کو جو نفاق میں مرا۔ اور ایسا مغضوب معتوب ہوا کہ اسکی قبر کے پاس کھڑے ہونیکی بھی اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کو اجازت نہ دی۔

(۹) **کعب بن مالک انصاریؓ**۔ دربار نبویؐ کے دوسرے شاعر۔ جنگ احد میں انکو گیارہ زخم آئے تھے۔ اسکے بعد تمام غزوات میں شریک رہے۔ بدر کی شرکت میں اختلاف ہے قرآن کریم میں جن تین شخصوں کا ذکر ہے کہ غزوہ تبوک میں آنحضرت صلعم کے ہمراہ نہ گئے اور لیت و لعل میں رہ گئے ان میں سے ایک یہ بھی تھے اللہ تعالیٰ نے بوجہ صدق کے ان کی توبہ قبول کر لی۔ سنہ ۵۰ھ میں مدینہ میں انتقال فرمایا۔ اس سے کچھ زمانہ پہلے آنکھیں جاتی رہی تھیں۔

(۱۰) **ابن ام مکتومؓ**۔ ان کا نام عمرو بن قیسؓ ہے۔ ام المومنین حضرت خدیجہؓ کے ماموں زاد بھائی ہوتے تھے بصارت سے معذوری کی وجہ سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے انکو مدینہ میں موذن مقرر فرمایا تھا عالی دماغ تھے۔ چنانچہ آنحضرت صلعم جب کہیں باہر کسی غزوہ وغیرہ کے لئے جاتے تو اکثر انہیں کو اپنا قائم مقام کر جاتے۔

جہاد کے شوق میں جنگ قادسیہ میں جا کر شرکت کی۔ کیونکہ عرب و عجم کا سب سے بڑا مقابلہ وہی تھا۔ ایک طرف تمام عجمی شاہزادے امراء اور رؤساء تھے۔ دوسری طرف سے ملک عرب کے سارے بہترین لخت جگر۔ حضرت سعدؓ نے انکو علمبردار مقرر کر دیا۔ ایک بیان یہ بھی ہے کہ وہیں شہید ہو گئے۔ لیکن اکثر مورخ لکھتے ہیں کہ مدینہ میں آکر انتقال فرمایا۔

(۱۱) **ابو اسید ساعدی انصاریؓ** بدر و احد ہر غزوہ میں حاضر رہے۔ بدریین میں سے سب سے آخر میں سنہ ۶۰ھ میں انتقال فرمایا۔ عمر ۷۸ سال تھی بڑھاپے میں آنکھوں سے معذور ہو گئے تھے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

تو براہِ کرم ہر ایک صحیفہ سے وہ الفاظ نکال کر دکھائے جائیں جن میں ان کے مُلہمین کے نام اور الہام پانے کا ذکر ہو۔ تاکہ ہم پادری گیرڈنر صاحب کے بیان پر پادری غلام مسیح صاحب کے بیان کو ترجیح دے سکیں۔

لیکن جہانتک ہماری تحقیق ہے ہم بانگ دُہل کہینگے کہ پادری غلام مسیح صاحب کا فرمانا صداقت سے کوسوں دُور ہے۔ کیونکہ وہ اور ان کے ہم خیال اگر اپنی تمام قوّت بھی خرچ کردیں۔ تب بھی محررہ بالا مطالبہ کا جواب نہیں دے سکتے۔ بلکہ اگر وہ تحقیق سے کام لینگے تو خود انہیں بھی پادری گیرڈنر صاحب کی طرح ماننا پڑیگا کہ:۔

"یوحنا کے مکاشفہ کے علاوہ ایک بھی کتاب انجیل میں نہیں ہے جس کا یہ دعویٰ ہو کہ اسکے مصنّف پر یہ کتاب نازل ہوئی ہے یا اس کے مصنّف کو خدا نے لکھنے کیلئے مامور کیا ہے الخ"۔

ممکن ہے اب ہمیں لوتھر کے اُس معیار کا حوالہ دیا جائے جسکے ذریعہ اس نے کیتھلک کلیسائی کی مانی ہوئیں بعض کتابوں کو قبول کیا اور بعض کو "کُوڑا یا بھوسہ" کہکر رد کردیا۔ لیکن جہانتک ہم نے اسکے معیار پر غور کیا ہے وہ بھی اس قابل نہیں کہ جس پر اعتبار کیا جاسکے۔ کیونکہ اس کا معیار ایک عجیب معیار ہے۔ اس کا قول ہے کہ:۔

"جو نوشتہ مسیح کا اعلان نہیں کرتا وہ رسول نہیں ہے۔ خواہ وہ مقدّس پطرس یا مقدّس پولس کا ہی لکھا ہُوا کیوں نہ ہو۔ جو نوشتہ مسیح کا اعلان کرتا ہے وہ رسول ہے خواہ اس کا لکھنے والا یہودا (اسکریوطی) یا انّاس یا پلاطس یا ہیرودلیس ہی کیوں نہ ہو"۔

("بائیبل کا الہام"۔ ڈاکٹر پٹیرسن سمائیتھ صاحب مطبوعہ پنجاب ریلجس بک سوسائٹی لاہور صفحہ ۸۹)

اور

"چنانچہ (اس معیار کے ماتحت) وہ مقدّس یعقوب کے خط کے حق میں کہتا تھا کہ وہ تو "کُوڑا یا بھُوسہ" ہے۔ کیونکہ یہ خط اسکے اس خیال سے کہ آدمی فقط ایمان کے ذریعہ راستباز ٹھیرتا ہے اختلاف کرتا ہُوا معلوم ہوتا تھا"۔ (" صفحہ ۸۹)

اور اس معیار کی رُو سے اس نے علاوہ خط یعقوب[۱] کے عبرانیا[۲] یہودا[۳] کا خط اور مکاشفات[۴] کو بھی غیر رسول یقیناً قرار دیا ہے اور اپنے مجموعہ بائیبل میں یہ چاروں ایک جگہ اکٹھی رکھیں۔ اور بقول پروفیسر ڈاڈز صاحب ڈی ڈی

"ان کے شروع میں بطور دیباچہ کے یہ معنی خیز الفاظ مرقوم کیئے گئے ہیں "یہاں تک تو ہم نئے عہد نامہ کی ان کتابوں پر غور کرتے رہے جن پر کسی طرح کا شک و شبہ نہیں ہوسکتا۔ اور جو خاص کتابیں نئے عہد نامہ کی سمجھی گئی ہیں۔ مگر ذیل کی چار کتابیں گذشتہ زمانہ میں مختلف قسم

Digitized by Khilafat Library Rabwah

(۱۲) **فویک**۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ دونو آنکھیں سفید تھیں اور مطلق سوجھتا نہ تھا۔ حضورؐ نے پوچھا کیا ہوا۔ کہا سانپ کے انڈوں پر پاؤں پڑ گیا تھا۔ غالباً اسی کا اثر ہے۔ آپؐ نے اپنے مبارک لبوں کی تری دونو آنکھوں میں لگا دی اچھے ہو گئے۔ اسی سال کی عمر تک سوئی میں تاگا ڈال لیتے تھے۔

(۱۳) **مخرمہ بن نوفل**۔ سرداران قریش میں سے تھے۔ فتح مکہ کے دن اسلام لائے۔ اور جنگ حنین میں رسول اللہ صلعم کے ہمرکاب شریک ہوئے۔ حضرت عمرؓ نے دفتر فوج کی ترتیب میں ان سے بھی مدد لی کیونکہ انساب اور قبائل عرب سے خوب واقف تھے۔
حضرت عثمان کے زمانہ میں آنکھوں سے معذور ہو گئے تھے۔ ۵۴ھ میں مدینہ میں انتقال کیا۔

(۱۴) **براء بن عازب انصاری**۔ جنگ بدر میں جارہے تھے لیکن کمسنی کی وجہ سے راستہ سے واپس کیے گئے ۲۴ھ میں ملک رے انہیں کے ہاتھ سے فتح ہوا۔ جب آنکھیں جاتی رہیں تو کوفہ میں سکونت گزین ہو گئے وہیں ۷۱ھ میں وفات پائی۔

(۱۵) **عبداللہ بن ارقم**۔ فتح مکہ میں اسلام لائے۔ آنحضرتؐ کے اور انکے بعد شیخینؓ کے کاتب رہے۔ حضرت عمرؓ اور عثمانؓ کے عہد میں ایک مدت تک بیت المال انکے سپرد رہا۔ آخر نابینا ہو گئے تھے۔ ۶۰ھ کے حدود میں گذر گئے۔ حضرت عثمانؓ نے ایک بار انکو تیس ہزار درہم انعام عطا کیے لیکن لینے سے انکار کر دیا۔

(۱۶) **عبداللہ بن ابی اوفیٰ خزاعی**۔ بیعت رضوان نیز دیگر غزوات میں بھی شریک رہے۔ آنحضرتؐ کی وفات کے بعد مدینہ چھوڑ دیا۔ جب کوفہ آباد ہوا تو وہاں سکونت اختیار کر لی۔ بڑی عمر پائی بڑھاپے میں آنکھیں جاتی رہیں کوفہ میں سب سے آخری صحابیؓ یہی رہ گئے تھے۔ ۸۶ھ میں انتقال فرمایا۔

(۱۷) **عتبہ بن مسعود ہذلی**۔ دونو ہجرتوں میں شریک تھے۔ اور کسی غزوہ سے غیر حاضر نہ ہوئے۔ مدینہ میں انتقال کیا۔ حضرت عمرؓ نے جنازہ کی نماز پڑھائی گو عمر زیادہ نہ پائی لیکن آنکھوں نے جواب دیدیا تھا۔

(۱۸) **اُمیہ بن الاشکر کنانی**۔ زمانہ جاہلیت میں اپنے قبیلہ بنی لیث کے سردار تھے۔ اسلام لا کر مدینہ میں رہ گئے۔ آنکھوں سے معذور تھے۔ انکے ایک ہی بیٹا تھا کلاب۔ جہاد کے شوق میں اس نے ابو موسیٰ اشعری کی فوج میں اپنا نام لکھا لیا اور عراق کو چلا گیا۔ اِدھر ماں اور خاصکر بڈھے نابینا باپ کو فرمانبردار اور خدمتگزار بیٹے کے چلے جانے سے بڑی بے قراری ہوئی۔ خلیفۂ وقت حضرت عمرؓ کے پاس آکر روئے اور درخواست کی کہ کلاب کو واپس بلا دیجئے۔ چند اشعار بھی انکو سنائے جو اسقدر دردناک تھے کہ حضرت عمرؓ آب دیدہ ہو گئے ؛ (جامعہ ماہ مئی ۱۹۲۸ء دہلی)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کا پہلو رکھتی تھیں"

ازاں بعد وہ مختصر مگر مدلّل طور پر اس بات کو ثابت کرتا ہے کہ عبرانیوں کا خط پولوس کی تصنیف نہیں، اور نہ کسی اور رسول کا تصنیف کردہ ہے۔ زیادہ دلیری اور صفائی سے اس نے ان نکتہ چینیوں میں کام لیا ہے جو مکاشفات کی کتاب کے متعلق کی ہیں۔ مثلاً وہ کہتا ہے "میری طبیعت اس کتاب کو کبھی پسند نہیں کر سکتی۔ اور اسکی وجہ یہ ہے کہ میری رائے میں اس کتاب کے اندر مسیح کے بارے میں تعلیم نہیں پائی جاتی۔" گو تادمِ مرگ وہ اس بات کا قائل نہ ہوا کہ اس کتاب کا مصنّف یوحنا رسول ہے تو بھی اس میں شک نہیں کہ اپنی زندگی کے آخری ایّام میں وہ اس کتاب کے متعلق ایسی ہلکی رائے دینا نامناسب سمجھتا تھا"
(تحقیق بائیبل صفحہ ۳۱)

اگر کسی کتاب کے جانچنے کے لئے یہی معیار کافی سمجھا گیا کہ :-

"جو نوشتہ مسیح کا اعلان کرتا ہے وہ رسول ہے"

تو پھر بیسیوں انسانی تصانیف الہامی ٹھیرائی جا سکتی ہیں۔ بھلا یہ بھی کوئی معیار ہے۔ جس سے حق و ناحق کی پڑتال ہو سکے گی؟ کیا اگر آج کوئی پادری اس معیار کے مطابق ایک کتاب لکھدے تو کیا وہ الہامی ٹھیریگی؟

یہ بھی نہ سہی اُسی زمانہ کی بیسیوں ایسی کتابوں کے نام سُنے جاتے ہیں جو حواریان مسیح کی طرف منسوب کی گئیں اور ان میں مسیح کی شان کو بڑھا چڑھا کر بھی دکھلایا گیا ہے کیا وہ سب کی سب الہامی ٹھیرینگی؟ حالانکہ وہ کسی ایک حواری کی بھی تصنیف نہیں چہ جائیکہ کسی ملہم من اللہ کی ہو۔ امید ہے مسیحی دوست ان باتوں پر غور کرینگے اور ممکن ہو تو جواب بھی دینگے ۔

فضل حسین احمدی مہاجر

تشحیذ الاذہان کے مکمل فائل سنہ ۱۹۱۴ء سے سنہ ۱۹۲۰ء تک بیس روپے

معارف القرآن ۱۱ پارے کے نوٹ از درس حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ ۸/

براہین العقائد اصول اسلام کے دلائل از قرآن مجید ۸/

الاستخلاف ردّ شیعہ (از آیات قرآنی) ۴/ - مقصد مذہب ۳/

کمالات احمدیہ ۶/ - التشریح الصحیح ۶/ - مباحثہ سرگودھ ۶/

ملنے کا پتہ :- دفتر تشحیذ قادیان

Digitized by Khilafat Library Rabwah

البیان الصریح

در ردّ

عمدۃ التنقیح

بابیوں نے دو رسالے برہان صریح اور عمدۃ التنقیح کے نام سے لوگوں کو دھوکا دینے کے لئے کسی فرضی احمدی کے ساتھ مباحثہ کے طور پر شائع کئے تھے۔ جن میں سید علی محمد باب۔ اور بہاء اللہ کو مہدی اور مسیح ثابت کرنے کی کوشش کی تھی۔ اس مضمون میں دوسرے رسالہ عمدۃ التنقیح کا جواب دیا گیا ہے۔ برہان صریح کا جواب مکرمی مولوی جلال الدین صاحب شمس تنقید صحیح کے نام سے عرصہ ہوا دے چکے ہیں۔ عمدۃ التنقیح میں ایک بہائی مفتی سے مباحثہ کا ذکر ہے۔ جو کسی ایسے بڑے مشہور و معروف احمدی عالم سے ہوا ہے۔ جس کا نام و پتہ بتانے سے قصہ ساز کو ڈر اور شرم دامنگیر ہے۔ اس مباحثہ کا مرتب کرنیوالا ایک سنّی مسلمان قرار دیا ہے۔ خیر ہمیں اس سے بحث نہیں کہ ان مدعیان ارشاد و ہدایت اور "صلح عمومی" کے علمبرداروں نے ایک جعلی مباحثہ شائع کرکے جھوٹ کی نجاست پر کیوں منہ مارا۔ اور مکر و زور کی غلاظت کھا کر کیوں رسوائی کرائی۔ اس وقت ہمیں ان کی متانت سے گری ہوئی مزدورانہ تحریر کا جواب دینا مقصود ہے۔ مئی کے ریویو میں اسی رسالہ کے ایک حصہ کا جواب دیا جا چکا ہے۔

مقصد دوم

اس مقصد میں بہائی مناظر نے پہلے احمدی کی تقریر درج کی ہے۔ جس میں احمدی مناظر نے اوّل یہ ثابت کیا ہے کہ ظہور موعود کا وقت چودھویں صدی ہے۔ دوسرے موعود صدی کے سر پر ظاہر ہوگا۔ تیسرے شاہ ولی اللہ صاحب محدّث دہلوی کا کشف ہے کہ ان کو تاریخ پیدائش مہدی الہاماً "چراغ دین" کے لفظ میں معلوم ہوئی۔ چوتھے شاہ نعمت اللہ ولی نے بھی یہی فرمایا ہے کہ "غین رے سال چوں گذشت از سال" کہ تیرھویں صدی میں مہدی کی پیدائش ہے۔ پانچویں الف ششم یعنی چھٹے ہزار کے آخر میں موعود کا پیدا ہونا پایا جاتا ہے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

چھٹے ۔ مسیح موعودؑ دنیا میں اُسوقت آئیگا جب علم قرآن زمین پر سے اُٹھ جائیگا ۔ ساتویں دانیال نبی کی پیشگوئی میں سنہ ۱۲۶۰ھ موعود کے لئے مقرر ہے ۔ اور ابکارا کی تمثیل کے مطابق خداوند کا آنا سنہ ۱۸۴۴ء میں ہوگا ۔ آٹھویں دانیال نبی کی ایک اور پیشگوئی ہے کہ ایک ہزار دو سو نوّے دن ہونگے ۔

بہائی مناظر اب اسپر تنقید کرتا ہے ۔ اور کئی عیسائی علماء کے اقوال نقل کر کے کہتا ہے کہ :-

بہائی ۔ یہ امر ہرگز درست نہیں کہ حضرت موسیٰ سے مسیح علیہ السلام چودھویں صدی میں ہوئے

احمدی ۔ یہ بات ہرگز صحیح نہیں کہ عیسیٰ علیہ السلام حضرت موسیٰؑ کے بعد پندرھویں صدی میں ہوئے ۔ گو ان سنین میں بہت اختلاف ہے ۔ اور اسی اختلاف سے آپ فائدہ اُٹھانا چاہتے ہیں ۔ مگر تازہ تحقیقات اب یہ ہے کہ حضرت موسیٰؑ کا زمانہ تیرہ سو سال قبل مسیحؑ کے قریب ہے ۔ اسپر دلیل یہ ہے کہ رعمسس ثانی (فرعون) کا زمانہ جسکے ساتھ حضرت موسیٰؑ کو معاملہ پیش آیا ساڑھے تیرہ سو سال قبل مسیحؑ ہے ۔

اگرچہ عیسائیوں نے لکھا ہے کہ یسوع مسیح حضرت موسیٰؑ کے بعد پندرھویں صدی میں ظاہر ہوئے مگر یہ اُن سے غلطی ہوئی ہے ۔ کیونکہ یہود کی تاریخ سے بالاتفاق ثابت ہے کہ مسیحؑ ۔ حضرت موسیٰؑ کے بعد چودھویں صدی میں ہوئے ۔ اور یہی بات صحیح ہے ۔ کیونکہ ان کے ہاتھ میں جو عبرانی تورات ہے وہ بہ نسبت عیسائیوں کے تراجم کے بہت صحیح ہے ۔ اس لئے بعض عیسائی علماء کا خیال ۔ یہود کے متفق علیہ قول کے مقابل کچھ چیز نہیں ۔ اور اگر اس کی صحت بھی مان لیں تو اسقدر فرق سے مشابہت میں فرق نہیں آتا ۔ علاوہ ازیں یہود کا حساب اس لئے بھی قابل اعتبار ہے کہ اُسوقت یہود ہی تمام مذہبی امور کے حامل تھے ۔

دوسرے یہ کہ پندرھویں صدی والے حساب کو خود محققین عیسائی علماء نے باطل کیا ہے ۔ جیساکہ پادری اکبر مسیح نے منارۃ البیضاء میں ۔ اور مؤرخ گبن نے اپنی تاریخ میں ۔ اسی طرح انسائیکلوپیڈیا بیلیکا میں بھی اس حساب کی تردید کی گئی ہے ۔

تیسرے فارسی زبان کی لُغت غیاث میں "تاریخ موسیٰ علیہ السلام" کے عنوان کے نیچے لکھا ہے کہ "سہ ہزار و یکصد و سی و ہفت سال شمسی گذشتہ" کہ اب تک موسیٰ علیہ السلام کو ۳۱۳۷ سال پیدا ہوئے گذرے ہیں ۔ غیاث آج سے ننّو سال قبل یعنی سنہ ۱۸۲۷ء میں لکھی گئی ہے ۔ اسلئے ۱۸۲۷ سال کو جو مسیحؑ کی ولادت کے ہیں ۳۱۳۷ میں سے نکالنے سے ۱۳۱۰ سال باقی بچتے ہیں ۔ لہٰذا معلوم ہُوا کہ حضرت عیسیٰؑ حضرت موسیٰؑ کے ۱۳۱۰ سال بعد ہوئے ۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

چوتھے حجج الکرامہ کے صفحہ ۲۹۷ پر لکھا ہے کہ:-

"تولد ابراہیمؑ بعد یکہزار و ہشتاد و یکسال از مبشی طوفان بود" کہ حضرت ابراہیمؑ طوفان نوح کے ۱۰۸۱ سال بعد ہوئے۔ پھر صفحہ ۲۹۵ پر لکھا ہے کہ موسیٰ علیہ السلام کی ولادت ملک مصر میں "بعد یکہزار و شش صد و بست و شش سال از طوفان" کہ حضرت موسیٰ طوفان نوح کے ۱۶۲۶ سال بعد پیدا ہوئے۔ اس حساب سے ابراہیمؑ اور موسیٰؑ کا درمیانی زمانہ ۵۴۵ سال بنتا ہے۔ یعنی موسیٰ علیہ السلام حضرت ابراہیمؑ کے ۵۴۵ سال بعد ہوئے۔ اور بعثت ابراہیم علیہ السلام سنہ مسیحی سے ۱۹۱۷ سال قبل ہوئی۔ اب اگر ہم ۱۹۱۷ سے ۵۴۵ کو منہا کریں تو عیسیٰؑ اور موسیٰؑ کی درمیانی مدت نکل آئیگی۔ تو ۱۹۱۷-۵۴۵ = ۱۳۷۲ سال باقی بچے۔ لہذا معلوم ہوا کہ حضرت مسیحؑ موسیٰ علیہ السلام کے ۱۳۷۲ سال بعد ہوئے۔

بہائی۔ نواب صدیق حسن خاں وغیرہ کے حساب سے اٹھارھویں صدی میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہوئے۔ یہ حساب بھی نہایت صحیح ہے۔

احمدی۔ اگر یہ صحیح ہے۔ تو پھر آپکے معبود مسجون عکّہ کے قیدی "حضرت بہاء اللہ" کا کچھ بھی باقی نہیں رہتا۔ کیونکہ انہوں نے لکھا ہے کہ ہر ہزار سال یا اس سے کچھ کم و بیش زمانہ گذرنے پر ایک مظہر خدا مبعوث ہوتا ہے اور نئی شریعت آتی ہے۔ چنانچہ لکھتے ہیں :-

"ایں مدینہ (یعنی کتب الٰہیہ) در رأس ہزار سن او ازید و اقل تجدید شود" (کتاب ایقان صفحہ ۱۹۸ مطبوعہ نولکشور پریس لاہور)

کہ ہر ہزار سال کے سر پر یا اس سے کچھ کم و بیش سال گذرنے پر کتاب و شریعت کی تجدید ہوتی ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ پہلے نبی اور دوسرے صاحب شریعت نبی کے زمانہ میں قریباً ہزار سال کا فاصلہ ہوتا ہے۔ یعنی کسی نبی کا زمانہ ڈیڑھ ہزار یا دو ہزار سال یا اسکے قریب قریب نہیں ہوسکتا کیونکہ "ہزار سال او ازید و اقل" کے الفاظ ہزار سے دو سو یا تین سو سال اوپر یا ہزار سے دو سو۔ تین سو سال کم پر بولے جاسکتے ہیں۔ اس سے کم یا زیادہ پر "قریباً ہزار سال" کا اطلاق نہیں ہوسکتا۔ پس اگر آپکا قول درست مانا جائے تو "بہاء اللہ صاحب" اپنے اس قول میں جھوٹے ٹھیرتے ہیں۔ کیونکہ وہ ہزار سال تو نہ رہا۔ وہ تو ڈیڑھ ہزار بلکہ دو ہزار سال کے قریب ہوگیا۔ کیونکہ "اٹھارھویں صدی" پر دو ہزار سال کا لفظ عموماً بولا جاتا ہے۔

اسلئے اگر حضرت موسیٰؑ کے تیرہ سو سال بعد مسیح علیہ السلام کا مبعوث ہونا مانا جائے جیسا کہ احمدی مانتے ہیں تو "قریباً ہزار سال" کے اندر آجاتا ہے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بہائی۔ اگر اس بیان سے بھی آپکی تشفی نہ ہوئی ہو۔ تو اب میں خود آپکے مسیح موعود سے فیصلہ کرائے دیتا ہوں۔ غالباً اُن کے فیصلہ میں تو آپکو کچھ عذر نہ رہیگا۔ ملاحظہ ہو ازالہ اوہام صفحہ ۵۱۳
"موسیٰ سے بائیس سو برس بعد رسول کریم ہوئے"۔

حضرت عیسیٰ سے بعثت نبوی ۶۰۹ برس میں ہوئی۔ اب ۶۰۹ کو بائیس سو میں سے نکال دیجئے تو ۱۵۹۱ رہ جاتے ہیں۔ تو جناب مرزا صاحب کے حساب سے حضرت موسیٰ سے مسیح علیہ السّلام سولھویں صدی کے آخر میں ہوئے۔

احمدی ؎ اس سادگی پہ کون نہ مرجائے اے خدا ۔ لڑتے ہیں اور ہاتھ میں تلوار بھی نہیں

اگر تم یا تمھارے اگلے پچھلے سب کے سب ازالہ اوہام سے حضرت صاحبؑ کے یہ الفاظ کہ "موسیٰ سے بائیس سو برس بعد رسول کریم ہوئے" نکال دو تو پچاس روپے انعام لو۔ ورنہ خدا کا خوف نہیں تو بندوں سے ہی شرم کرو۔ دینی امور میں جھوٹ بول کر مخلوق کو دھوکا دینا کسی اَخُو رُو العین کا کام ہے۔ شریف اور باخدا انسان کا شیوہ نہیں۔

بہائی مُفتی نے حضرت صاحب کی جس عبارت میں خیانت اور تحریف کرکے اپنے مُفتری ہونیکا ثبوت دیا ہے۔ وہ یہ ہے:۔

"اگر خدا تعالیٰ کو ابتلاء خلق اللہ کا منظور نہ ہوتا۔ اور ہر طرح سے کھلے کھلے طور پر پیشگوئی کا بیان کرنا ارادہ الٰہی ہوتا۔ تو اس طرح پر بیان کرنا چاہیئے تھا کہ اے موسیٰ میں تیرے بعد بائیسویں صدی میں ملک عرب میں بنی اسمٰعیل میں سے ایک نبی پیدا کرونگا۔ جس کا نام محمد ہوگا الخ"

مندرجہ بالا عبارت میں حضرت صاحبؑ کے الفاظ تو یہ ہیں "تیرے بعد بائیسویں صدی میں" مگر بہائی مُفتی نے اپنی دیانت اور شرافت کا ثبوت دینے کیلئے "موسیٰ سے بائیس سو برس بعد" کردیا ہے۔

حضرت اقدسؑ نے جو ایسا لکھا ہے تو اسکی اصل وجہ یہود و نصاریٰ کا اختلاف ہے۔ یعنی موجودہ سنہ عیسوی جو آجکل رائج ہے۔ یہ حضرت مسیحؑ کی پیدائش سے نہیں ہے۔ بلکہ بحساب یہود ایک سو سال بعد شروع کیا گیا ہے۔ جیسا کہ مؤرخ گبن نے اپنی کتاب میں لکھا ہے۔ کہ یہود کے نزدیک یسوع کی پیدائش عیسائیوں کے درمیان تسلیم شدہ تاریخ سے قریباً ایک سو سال بعد واقع ہوئی۔ عیسائیوں کے نزدیک حضرت مسیح ۱۴۵۰ سال بعد حضرت موسیٰؑ کے ہوئے۔ اس حساب سے معلوم ہوا کہ یہود نے سنہ عیسوی سے قریباً ایک سو سال قبل سنہ ولادت مسیحؑ قرار

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اگست کا رسالہ وی پی ہوگا

جن خریداران ریویو آف ریلیجنز کا چندہ ۱۹۲۷ء تا حال وصول نہیں ہوا تھا ان کے نام اور نیز ان اصحاب کے نام جن سے چندہ ۱۹۲۸ء حسب معمول پیشگی وصول کیا جاتا ہے۔ ماہ فروری میں وی پی کیئے گئے تھے جن میں سے ۸۰ فیصدی واپس آ گئے۔ یہ سمجھ کر کہ یہ واپسی کسی مجبوری کی وجہ سے ہے رسالہ برابر ایسے دوستوں کے نام جاری رکھا گیا اور اب ۵ ماہ انتظار کر کے اگست کا رسالہ پھر وی پی ہوگا امید ہے اب تو وصول کرینگے۔

رسالے کو بہتر سے بہتر مفید علمی مضامین کے ساتھ مزین کر کے عین وقت پر نکالا جاتا ہے لیکن احباب کرام اسکی طرف اتنی توجہ نہیں دیتے جتنی دینی چاہیئے۔ رسالہ کا خرچ باوجود کفایت کے آمد سے زیادہ ہے۔ حالانکہ اسکی خاطر تشحیذ الاذہان بھی بند کر دیا تھا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ۱۹۰۲ء میں جب کہ جماعت کی تعداد بہت کم تھی خواہش ظاہر کی تھی۔ کہ ریویو کے خریدار دس ہزار ہوں۔ اس تناسب سے ۱۹۲۸ء میں ایک لاکھ کا مطالبہ چاہیئے مگر سردست اتنا ہی غنیمت ہے کہ دو دست پانسو خریدار اور مہیا کر دیں تا رسالہ اپنا خرچ آپ نکال سکے۔ اگرچند پر جوش احباب توجہ کریں تو کوئی بڑی بات نہیں لیکن دلوں کا مالک اللہ تعالیٰ ہے وہی ان کی توجہ کو اس طرف لگا سکتا ہے میں تو بہت دفعہ عرض کر چکا ؛

(مینجر ریویو)

نقشہ اُجرت اشتہارات

ریویو آف ریلیجنز اُردو کئی لاکھ کی احمدی جماعت کا واحد ماہوار رسالہ ہے اور اس کو نہایت ذوق شوق سے پڑھا جاتا ہے اور پھر اسکے فائل مجلّد محفوظ رکھے جاتے ہیں۔ اشتہار دینے والوں کے لئے بہترین موقعہ ہے۔

ضمیمہ دو صفحے ۱۲ر سینکڑہ کے حساب سے تقسیم ہوگا۔ اور اُجرت حسب ذیل ہے:-

سالانہ	ایک صفحہ	۴۰ روپے	نصف صفحہ	۲۳ روپے
چھ ماہ	"	۲۳ روپے	"	۱۲ روپے
تین ماہ	"	۱۲ روپے	"	۷ روپے

فی اشاعت ایک صفحہ ۴ چار روپے ؛ نصف صفحہ ۲ روپے ؛ فی سطر ۴ر

مینجر ریویو اُردو قادیان

یہ رسالہ ہر انگریزی مہینے کی پانچ تاریخ کو قادیان دارالامان ضلع گورداسپور پنجاب سے شائع ہوتا ہے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

خوشبو کا خزانہ

کیشن راج تیل

مسرور دل ہے تو معطر دماغ ہے
خوشبو سے کیشراج کے دل باغ باغ ہے

یوں تو آجکل بازار میں بہت سے خوشبودار روغن فروخت ہوتے ہیں جنکی ظاہری خوشبو پر لوگ فریفتہ ہو جاتے ہیں لیکن باطنی نقصانات پر غور نہیں کرتے کہ وہ کن کن مضر رساں اشیاء سے تیار کئے جاتے ہیں معلوم ہے کہ بازاری تیل عموماً بالوں کو سفید کر دیتے ہیں بال اکھڑنے لگ جاتے ہیں اور رہی سہی دماغی قوت بھی زائل ہو جاتی ہے۔ مذکورہ بالا تیلوں کی بابت تمام طور سے جو شکایات سننے میں آتی ہیں انکو عوام کے دلوں سے دور کرنے کے لئے تمام خوبیوں سے بھرا ہوا یہ کیشراج تیل ایجاد کیا گیا ہے اسکے استعمال سے بال سیاہ چمکدار اور ملائم ہو جاتے ہیں یہ بالوں کی جڑوں کو مضبوط کرتا اور روز بروز بڑھاتا ہے۔ اگر دنیوی کاموں کا بوجھ سے سر میں درد رہتا ہے اور کام کرنے میں رغبت نہیں ہوتی۔ تو اسی کو لگائیے۔ لگاتے ہی دماغ میں طراوت آجائیگی اور سر کا بھاری پن دور ہو جائیگا۔ ان تمام خوبیوں کے علاوہ اپنی خوشبو میں تو یہ روغن ثانی نہیں رکھتا قیمت فی شیشی عہ محصولڈاک ۸ر تین شیشی ۱۲ محصولڈاک ۱۴ر

جسمانی طاقت زائل ہو جانیکے بعد
کولا ٹانک
کو استعمال کیجئے

کیونکہ یہ طاقت بخشنے والی دوا ہے۔ اگر آپ اپنی جسمانی طاقت کو کھو چکے ہیں اور اس وجہ سے پژمردہ دل رہتے ہیں تو ہم آپکو یہ خوشخبری سناتے ہیں کہ اب آپکو متفکر رہنے کی کوئی ضرورت نہیں جبکہ آپکے ملک میں ہی ایسی دوا موجود ہے جس سے زائل شدہ طاقت از سر نو پیدا ہو جاتی ہے۔ بڑھاپے میں جوانی کا لطف دیتی ہے جسم کی لاغری۔ کمزوری و سستی وغیرہ کو دشمن کی طرح نیست و نابود کرکے اسکو مضبوط و طاقتور بنا دیتی ہے جبکہ اس دوا میں اسقدر فوائد موجود ہیں تو آپ ہی غور کیجئے کہ اور کیا چاہیئے؟ اگر خدانخواستہ آپ نشہ کے عادی ہیں اور اسکے برے اثر سے آپکی جسمانی طاقت گھٹ گئی ہے تو آپ بلا مبالغہ اسکو استعمال کیجئے چند روز میں ہی نشہ کی عادت از خود ترک ہو جائیگی۔ آپکا جسم فربہ ہوگا قوت حافظہ بڑھیگی۔ گھوڑے کی سواری۔ کشتی اور تقریر کرنے میں یک بیک دم نہیں پھولیگا قیمت ۳۲ خوراک کی فی شیشی عہ محصولڈاک ۶ر تین شیشی ۱۲ محصولڈاک ۸ر

نوٹ:۔ ہماری جملہ ادویات مندرجہ فہرست قیمت پر ہر جگہ دستیاب ہو سکتی ہیں۔ خریداران کارخانہ ہذا سے دوا منگانے سے قبل ہمارے مقامی ایجنٹ و دوافروشوں سے خرید لیا کریں۔ اس سے وقت و ڈاک خرچ دونو میں کفایت ہوگی +

ڈاکٹر ایس کے برمن (صیغہ نمبر ۱۱۷) پوسٹ بکس نمبر ۵۵۴۔ کلکتہ

ایجنٹ ... ایجنٹوں کی ضرورت ہے قواعد ایجنسی درخواست آنے پر روانہ کئے جائینگے